تدریسِ اُردو کی مہارتیں: پاکستان میں آن لائن اُردو تدریس، مسائل و امکانات

مقالہ برائے ایم۔فل (اُردو)

مقالہ نگار:

سیدہ فرح امیر

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، فیکلٹی آف لینگویجز، اسلام آباد

اگست ۲۰۲۲ء

تدریسِ اُردو کی مہارتیں: پاکستان میں آن لائن اُردو تدریس، مسائل و امکانات

مقالہ نگار:

سیدہ فرح امیر

یہ مقالہ

ایم ۔ فل (اردو)

کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا
فیکلٹی آف لینگویجز
(اردو زبان و ادب)

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، فیکلٹی آف لینگویجز، اسلام آباد

اگست ۲۰۲۲ء

مقالے کا دفاع اور منظوری کا فارم

زیرِ دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انھوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف لینگویجز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالے کا عنوان: تدریسِ اُردو کی مہارتیں: پاکستان میں آن لائن اُردو تدریس، مسائل و امکانات

پیش کار: سیدہ فرح امیر   رجسٹریشن نمبر: 17MPhil/Urdu/S20

ماسٹر آف فلاسفی

شعبہ اُردو زبان و ادب

ڈاکٹر صائمہ نذیر   ------------------

نگرانِ مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر جمیل اصغر جامی   ------------------

ڈین فیکلٹی آف لینگویجز

بریگیڈیئر سید نادر علی   ------------------

ڈائریکٹر جنرل

تاریخ______________

اقرار نامہ

میں سیدہ فرح امیر حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ اس مقالے میں پیش کیا گیا کام میرا ذاتی ہے اور نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد کے ایم فل سکالر کی حیثیت سے ڈاکٹر صائمہ نذیر کی نگرانی میں کیا گیا ہے۔ میں نے یہ کام کسی اور یونی ورسٹی یا ادارے میں ڈگری کے حصول کے لیے پیش نہیں کیا ہے اور نہ ہی آئندہ کروں گی۔

____

سیدہ فرح امیر

مقالہ نگار

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

اگست ۲۰۲۲ء

فہرست ابواب

عنوان	صفحہ نمبر
مقالہ اور دفاع کی منظوری کا فارم	۳
اقرار نامہ	۴
فہرست ابواب	۵
Abstract	۸
اظہارِ تشکّر	۹
باب اول: موضوعِ تحقیق کا تعارف اور بنیادی مباحث	۱۰
الف۔ تمہید	۱۰
۱۔ موضوع کا تعارف	۱۰
۲۔ بیانِ مسئلہ	۱۲
۳۔ مقاصدِ تحقیق	۱۲
۴۔ تحقیقی سوالات	۱۳
۵۔ نظری دائرہ کار	۱۳
۶۔ تحقیقی طریقہ کار	۱۴
۷۔ مجوزہ موضوع پر ما قبل تحقیق	۱۵
۸۔ تحدید	۱۶

	۹۔	پس منظری مطالعہ	۱۷
	۱۰۔	تحقیق کی اہمیت	۱۸
(ب)	۱۔	فاصلاتی نظامِ تعلیم اور آن لائن تدریس میں فرق	۲۲
	۲۔	پاکستان میں آن لائن تدریس کی ابتداء	۲۷
		حوالہ جات	۳۶
باب دوم:		**سرکاری تعلیمی اداروں میں آن لائن اُردو تدریس، مسائل وامکانات**	۳۷
	الف۔	سرکاری تعلیمی اداروں میں آن لائن تعلیم کا معیار اور مواد کی عدم دستیابی	۳۷
	ب۔	آن لائن اُردو تدریس کے امتحانات کے مسائل	۳۸
	ج۔	املا، رموزِ اوقاف، قواعد کے مسائل اور سہولیات	۴۱
	د۔	اساتذہ اور طلبہ کو درپیش مسائل ومشکلات	۴۳
		حوالہ جات	۴۹
باب سوم:		**نیم سرکاری تعلیمی اداروں میں آن لائن اُردو تدریس، مسائل وامکانات**	۵۰
	الف۔	نیم سرکاری تعلیمی اداروں میں آن لائن مواد کی عدم دستیابی	۵۱
	ب۔	آن لائن امتحانات میں ذہنی استعداد کی عدم مطابقت	۵۴

ج۔ املا، رموزِ اوقاف، قواعد کے مسائل اور سہولیات ۵۷

د۔ اساتذہ اور طلبہ کو درپیش مسائل و مشکلات ۵۸

حوالہ جات ۶۷

باب چہارم: نجی تعلیمی اداروں میں آن لائن اُردو تدریس، مسائل و امکانات ۶۸

الف۔ نجی تعلیمی اداروں میں آن لائن اُردو کا معیار اور مواد کی عدم دستیابی ۶۹

ب۔ آن لائن امتحانات میں نقل کا بڑھتا ہوا رجحان ۷۰

ج۔ املا، رموزِ اوقاف، قواعد کے مسائل اور سہولیات ۷۱

د۔ اساتذہ اور طلبہ کو درپیش مسائل و مشکلات ۷۵

حوالہ جات ۸۳

باب پنجم: ماحصل ۸۴

الف۔ مجموعی جائزہ ۸۴

ب۔ نتائج ۸۶

ج۔ سفارشات ۸۹

کتابیات ۹۴

ضمیمہ جات (سوال نامے) ۹۸

Abstract

I have divided my research into four chapters entitled Urdu teaching techniques: Problems and probabilities of Urdu online teaching methodology in Pakistan.

In the first chapter, after the introduction of the subject, the difference between distance education and online teaching are presented. Start of online education in Pakistan has been presented. In addition to discussing online teaching, the history of online teaching has been presented.

In the second chapter, the role of Government educational institution is introduced. The problems and their possible solutionsare mentioned. In this chapter, the standard and materials for online teaching in Government sector is discussed. Online examination problems are mentioned with reference to online teaching systems at school. Problems which faced by teachers, students and parents in online education are discussed.

Chapter three introduces online Urdu teaching problems in semi Government educational institution. In this chapter the availability of online teaching material is presented. Mental detachment with online examination has been examined in detail in this chapter. The way of writing, punctuation, grammar and problems of teachers, students and parents is mentioned in the last part of the chapter.

Chapter four compares online teaching arrangement in private schools. It examines the standards of online teaching and soft material.Cheating in online examination is also discussed. The way of writing, punctuation, grammar and problems of teachers, students and parents is mentioned in the last part of the chapter.

اظہارِ تشکر

اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم اور نبی پاک ﷺ کے خاص کرم سے میں اس مقالے کی تکمیل کے قابل ہوئی۔

نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، شعبہ اُردو کے تمام اساتذہ بالخصوص نگران مقالہ محترمہ ڈاکٹر صائمہ نذیر صاحبہ کی ممنون ہوں جن کی رہنمائی، حوصلہ افزائی اور معاونت ہمہ وقت شاملِ حال رہی۔

میرے والد میجر سید امیر حسین شاہ اور والدہ محترمہ سیدہ غلام زُہرہ جو اگرچہ اس دارِ فانی سے اپنی ابدی منزل کی طرف کوچ کر چکے ہیں لیکن اُن کی دعائیں ابھی تک میرے سر پر سایہ فگن ہیں جس کی بدولت زندگی کی یہ راہِ پُر خار میرے لیے آسان ہو گئی ہے۔ میرے شوہر سید نوید کاظمی اور بیٹی سیدہ صباءِ زینب کاظمی کے لیے بہت سی دعائیں کہ جن کی حوصلہ افزائی اور مدد کی وجہ سے میں اس قابل ہوئی کہ آج اپنے اس شوق کو پایا تکمیل تک پہنچا سکی۔

اُردو ادب کے میدان میں میرے ساتھی سکالر محترم وسیم انور ممتاز صاحب کی مستقل نوازشات کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جن کے تعاون اور حوصلہ افزائی کی وجہ سے میں اپنا مقالہ مکمل کرنے میں کامیاب ہوئی۔ آخر میں ان سب کا شکریہ جن کی دعائیں مشکلات میں آسانیوں کا سبب بنیں۔

سیدہ فرح امیر

سکالر ایم فل اُردو

باب اوّل:

موضوع کا تعارف اور بنیادی مباحث

الف: تمہید

ا۔ موضوع کا تعارف

۲۰۱۹ء میں منظرِ عام پر آنے والی وبا کرونا نے جہاں دنیا کے زیادہ تر ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا وہاں ہی ۲۰۲۰ء کے اوائل میں پاکستان بھی اس وبا کی لپیٹ میں آ گیا۔ یہ وبا دنیا کے لیے کسی چیلنج سے کم نہ تھی۔ کرونا سے بچاؤ کے لیے لوگوں کو گھروں میں محصور ہونا پڑا۔ ہر قسم کے کاروبار اور تعلیمی ادارے بھی مقفل کر دیے گئے۔ تعلیمی اداروں نے تعلیم کو جاری رکھنے کے لیے اس کا متبادل حل تلاش کیا کہ آن لائن تدریس کا آغاز کیا جائے۔ ترقی یافتہ ممالک میں آن لائن تدریس کوئی نئی بات نہیں تھی اس لیے ایسے ممالک کو تعلیمی ادارے بند کرنے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑا لیکن پاکستان جیسے ملک میں جہاں وسائل کی کمی ہے۔ ان محدود وسائل میں کس طرح تدریس کے عمل کو جاری رکھا گیا اور کیا حکومتی سطح پر اس حوالے سے کوئی اقدامات سامنے آئے؟ تعلیمی اداروں نے اپنے طور پر اس چیلنج کو کیسے قبول کیا؟ اساتذہ، والدین اور طلبہ کو کس قسم کے مسائل کا سامنا کرنا پڑا؟ اس صورتِ حال میں اس قسم کے کئی سوالات نے جنم لیا۔

زیرِ نظر مقالے کا مقصد یہی تھا کہ پاکستان میں محدود وسائل کے ہوتے ہوئے آن لائن تدریس کو کیسے جاری رکھا گیا اور خاص طور پر آن لائن اُردو تدریس کے حوالے سے کن مسائل کا سامنا کرنا پڑا؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ (Covid-19) میں لاک ڈاؤن کی صورتِ حال کے باعث ملک بھر میں تعلیمی معیار متاثر ہوا ہے۔ اُردو کی آن لائن تدریس کے لیے اساتذہ اور طلبہ میں مطلوبہ مہارت کا فقدان دیکھنے میں آیا۔ زیرِ نظر تحقیق پاکستان میں اُردو کی آن لائن تدریس کے بنیادی وسائل کے تجزیے ان کے استعمال اور پھر دورانِ تدریس پیش

آنے والے مسائل کا احاطہ کرتی ہے اور ان مسائل کے بیان کے ساتھ ساتھ مستقبل کے امکانات کو بھی مقالے کا حصہ بنایا گیا ہے۔ مزید یہ کہ اس مقالے کا موضوع تحقیق کی عام روش سے ہٹ کر تھا اس لیے مواد کے حصول میں دشواریوں کا سامنا بھی کرنا پڑا جن کا احاطہ اس مقالے میں کیا گیا ہے۔۔

موضوعِ مقالہ میں ”پاکستان میں آن لائن اُردو تدریس: مسائل و امکانات“ کا جائزہ اس انداز سے لیا گیا ہے کہ اُردو کی آن لائن تدریس میں پیش آنے والے مسائل جن میں اُردو سافٹ ویئرز (ان پیج، ایم ایس ورڈ، گوگل فارم، لینکس) اور ان کے استعمال میں مہارت کی کمی، تدریس کے لیے ضروری آن لائن وسائل کا انگریزی زبان میں ہونا، رومن اُردو میں تدریسی مواد کا ہونا، اکثر افراد رومن اُردو کے الفاظ کا سہارا لیتے ہیں اور اُردو الفاظ کو مشکل سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ تدریسی مواد کا معیاری نہ ہونا، اُردو کے تدریسی مواد کی عدم دستیابی، مختلف ایپلی کیشنز کے مسائل، امتحانات کے مسائل، اُردو کی (key) بورڈ کے مسائل، اُردو فونٹ جمیل نوری نستعلیق اور دیگر اُردو کے فونٹ کے استعمال کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

آن لائن سے مراد انفارمیشن ٹیکنالوجی کی مدد سے فاصلاتی طریقہ تعلیم کو اختیار کرنا ہے۔ گوگل کی شکل میں علم کا ایک سمندر سب کی دسترس میں ہے جس میں غوطہ زنی کر کے علم کے خزانے حاصل کیے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر عطش درانی نے اپنی کتاب ”اُردو اطلاعیات“ میں کہا تھا کہ ”اُردو اطلاعیات ہی اُردو کا مستقبل ہے“۔ اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو اب دیگر شعبوں کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا پورا نظام جدت اختیار کر رہا ہے اور آن لائن تعلیم دورِ حاضر کی ایک ضرورت بن چکی ہے۔ پوری دُنیا میں تعلیمی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لیے آن لائن نظام تعلیم کو پہلے سے ہی متعارف کروا چکے ہیں۔ پاکستان میں اُردو کی آن لائن کلاسز کے لیے جو ماحول اور لوازمات ضروری ہیں، اِن سے پاکستان میں اساتذہ، طلبہ اور والدین پوری طرح سے آگاہ نہیں ہیں۔

۲۔ بیان مسئلہ

انفارمیشن ٹیکنالوجی کے اس دور میں دُنیا کی بدلتی ہوئی صورتِ حال اور (Covid-19) جیسی وباء کے دوران

تعلیمی نظام کو جاری رکھنے کے لیے پاکستان میں آن لائن تعلیمی سرگرمیوں کو متعارف کروایا گیا۔ دیگر مضامین کی طرح اُردو تدریس بھی آن لائن جاری رکھنے کی کوشش کی گئی۔ مگر کمپیوٹر کی اپنی زبان انگریزی ہے جس کی وجہ سے تقریباً تمام اپلی کیشنز اور سافٹ ویئر انگریزی میں ہیں۔ آن لائن تعلیمی سرگرمیوں کے لیے مختلف اپلی کیشنز استعمال کی جارہی ہیں جن میں "زوم، ٹیم، گوگل فارم، مائیکروسافٹ ورڈ، گوگل میٹ، وغیرہ" ان اپلی کیشنز کے ڈاؤن لوڈ ہونے، اُردو سافٹ ویئر یا فونٹ کا نہ ہونا وغیرہ کے مسائل ہیں، اُردو اساتذہ کی کمپیوٹر کے استعمال میں مہارت، اُردو فونٹ، ان پیج، یونی کوڈ، انٹرنیٹ کا استعمال اور اُردو ٹائپنگ سے کماحقہ واقفیت نہ ہونے کے باعث اس امر کی شدت سے ضرورت محسوس کی گئی۔ اس مقالے میں آن لائن اُردو تدریس میں پیش آمدہ مسائل و مشکلات کا جائزہ لیا گیا، اور کس طرح ان مسائل کا تدارک ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

۳۔ مقاصدِ تحقیق

زیرِ نظر تحقیقی مقالے کے مقاصد درج ذیل ہیں:

۱۔ آن لائن اُردو تدریس کی صورتِ حال اور آن لائن امتحانات کے مسائل کا جائزہ لینا۔

۲۔ تدریس میں معاون اُردو سافٹ ویئرز اور آن لائن تدریسی اپلی کیشنز کی موجودہ صورتِ حال کا مطالعہ کرنا۔

۳۔ دوسرے مضامین کی نسبت آن لائن اُردو تدریس میں طلبہ کی عدم دل چسپی کی وجوہات کا جائزہ لینا۔

۴۔ تحقیقی سوالات

زیرِ نظر تحقیقی مقالے کے لیے درج ذیل سوالات کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔

۱۔ پاکستان میں آن لائن اُردو تدریس کی صورتِ حال کے پیشِ نظر اہم مسائل اور طریقہ ہائے امتحانات کیا رہے؟

۲۔ اُردو تدریس میں سافٹ ویئرز اور آن لائن تدریسی ایپلی کیشنز کس حد تک معاون رہیں؟

۳۔ آن لائن اُردو تدریس میں طلبہ کی عدم دل چسپی کی وجوہات کیا ہیں؟

۵۔ نظری دائرہ کار

زیرِ نظر تحقیقی کام آن لائن اُردو تدریس کے مسائل اورامکانات سے متعلق ہے کہ موجودہ صورتِ حال میں پاکستان میں اُردو آن لائن تدریس کے مطلوبہ نتائج کس حد تک حاصل ہو رہے ہیں۔۱۹۹۹ء میں امریکہ میں سب سے پہلے ویب پروگرامنگ کا سلسلہ شروع ہوااس کے بعد ۲۰۰۱ء میں یہ کاروبار سے تعلیم کی طرف منتقل ہوا اس عمل سے سب کو ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اساتذہ، طلبہ، ادارے اور والدین سب کو ایک نئے تدریسی دائرے میں داخل ہونا پڑا۔ مختلف طریقہ ہائے تدریس کے ذریعے آن لائن نظام رائج ہونے لگا۔

ترقی کے اس دور میں اب ہر میدان میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کی مداخلت یقینی ہوگئی ہے۔ اس کی بدولت ہونے والی نت نئی ایجادات سے مکمل آگاہ ہونا اور ان سے کماحقہ فائدہ اٹھانا زندگی کے ہر میدان کے لیے ضروری ہے تاکہ زمانے کے ساتھ قدم ملا کر چلا جاسکے۔ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے ساتھ اب آن لائن تدریس بھی زمانے کی ضرورت بنتی جارہی ہے۔ آن لائن تعلیمی نظام میں کمپیوٹر کا استعمال بنیادی ہے اور کمپیوٹر کی زبان انگریزی ہونے کی وجہ سے اُردو کے اساتذہ کو آن لائن اُردو تدریس میں مشکلات پیش آتی ہیں۔

یہ تحقیق اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد ہے ایک طرف موضوع کا تعلق تدریس سے بھی ہے اور دوسرا ذریعہ تدریس سے۔ بنیادی طور پر اس تحقیق کا مقصد تدریس کے معیار کو پرکھنا نہیں ہے بلکہ ان عوامل کا تجزیہ کرنا ہے جو آن لائن تدریس اور خاص طور پر اُردو کی تدریس پر اثر انداز ہوئے۔ تدریس میں معاون اُردو سافٹ ویئرز اور ایپلی کیشنز کی عدم موجودگی کی وجہ سے دیگر مضامین کی بانسبت اُردو کی تدریسی سرگرمیاں محدود ہو جاتی ہیں۔ انھی نکات کے پیشِ نظر اُردو کی آن لائن تدریس کی صورتِ حال کا مشاہدہ کرتے ہوئے زیرِ نظر تحقیقی مقالہ پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

۶۔ تحقیقی طریقہ کار

زیرِ نظر تحقیق کے لیے "تجزیاتی تحقیق"(Analytical research) کا طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔ تحقیق کا موضوع آن لائن اُردو کی تدریس کے مسائل و امکانات ہے۔ لہٰذا موضوع سے متعلق مطلوبہ معلومات کی جمع آوری، ترتیب اور مطالعہ و تجزیہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں ضرورت کے پیشِ نظر مزید کسی اور طریقہ کار کو بھی اختیار کیا گیا ہے۔ بنیادی مآخذات تک رسائی کے لیے کتب خانوں جن میں مختلف جامعات (نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی) اور نجی کتب خانوں کے ساتھ ساتھ پبلشرز جن میں سنگِ میل پبلشرز، اکادمی ادبیات، مقتدرہ قومی زبان اور نیشنل بک فاونڈیشن جیسے اداروں کی طرف رجوع کیا گیا۔ علاوہ ازیں انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع مثلاً "اخبارات کے آن لائن اُردو تدریس پر لکھے گئے کالم" وغیرہ سے بھی حسب ضرورت استفادہ کیا گیا۔

تحقیق کو دو حصّوں میں تقسیم کیا گیا پہلے میں بنیادی مباحث شامل کیے گئے۔ جس میں بنیادی کتب تک رسائی حاصل کی گئی۔ دوسرے حصّے میں سروے کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ راولپنڈی / اسلام آباد کے اسکولوں میں سرکاری، نیم سرکاری اور نجی اسکولوں کے طلبہ اور اساتذہ کو شاملِ تحقیق کیا گیا۔

سرکاری، نیم سرکاری اور نجی اسکولوں کا سروے کیا گیا۔ جس میں ہر اسکول سے اساتذہ اور طلبہ سے انٹرویوز کیے جن کی ایک فائل تیار کی گئی ہے۔ بعد میں اُن سے سوال نامے حل کروائے گئے۔ مقداری طریقہ کار سے سوال نامے (تحریر) کی مدد سے اندازہ لگایا گیا کہ کتنے فی صد اساتذہ اور طلبہ کو آن لائن تدریس کے دوران کیا کیا مسائل درپیش تھے؟ ان انٹرویو اور سوالناموں کی مدد سے نتائج (جدول کی مدد سے) اخذ کیے گئے۔

۷۔ مجوزہ موضوع پر ماقبل تحقیق

زیرِ نظر موضوع جس میں پاکستان میں آن لائن اُردو تدریس مسائل اور امکانات شامل ہیں۔ اس سے قبل اُردو کی آن لائن تدریس پر کسی بھی قسم کا تحقیقی و تنقیدی کام نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ صرف اُردو تدریس پر مختلف

جہات سے کام ملتا ہے۔ اُردو پڑھانے کے کیا کیا طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں؟ جس سے طلبہ میں اس زبان سے دل چسپی پیدا کی جاسکے۔

۱۔ عبد الستار ملک نے ۲۰۱۲ء میں ڈاکٹر فوزیہ اسلم کی نگرانی میں ''پاکستان میں اُردو زبان کی تدریس کے مسائل ومباحث'' پر پی ایچ ڈی کی سطح پر ایک مقالہ لکھا ہے۔

۲۔ پی ایچ ڈی کا ایک اور مقالہ ہے جس پر کام جاری ہے۔ جس کا موضوع ''تدریسِ اُردو بطور غیر ملکی زبان: مسائل اور امکانات کا جائزہ (پڑھنے اور لکھنے کی مہارت کے حوالے سے)'' محمد عمر فاروق اس میں اُردو کو بطور غیر ملکی زبان کے مسائل اور اُردو کی تدریس کی مہارتوں کا ذکر کرتے ہیں آن لائن تدریس کا نہیں ہے۔

۳۔ پی ایچ ڈی کا مقالہ جس پر کام جاری ہے جس کا موضوع ''اُردو املا اور تلفظ کے مباحث: لسانی محققین کی آراء کا تنقیدی و تقابلی مطالعہ'' ڈاکٹر شفیق انجم کی نگرانی فرہاد احمد ریسرچ کررہے ہیں۔

۴۔ ایم فل کا مقالہ جس کا موضوع ''اُردو زبان وادب کے ابلاغ میں اُردو ویب سائٹس کا کردار'' ساجد حمید نے تحریر کیا ہے۔ اس مقالے کے تین ابواب ''۱: انٹرنیٹ اور ولڈ وائڈ ویب۔ ۲: اُردو کمپیوٹنگ۔ ۳: اُردو کی اہم ویب سائٹس اور ان کا کردار''۔ اس مقالے کے یہ تین باب میری تحقیقی مقالے میں معاون ثابت ہوئے ہیں کیوں کہ اس میں اُردو کمپیوٹنگ اور اُردو کی ایپلی کیشنز کے اوپر سحر انگیز انداز سے لکھا گیا ہے۔ یہ میرے مقالے میں مدد گار ضرور ہیں لیکن اس میں آن لائن تدریس کے بارے میں کوئی مواد میسر نہیں ہے۔

۵۔ پی ایچ ڈی کا ایک اور مقالہ جس پر کام جاری ہے۔ عارف حسین کا مقالہ ''اطلاعیات اور اُردو زبان: اُردو کمپوزکاری کے فنی مباحث، مسائل اور امکانات کا تجزیہ'' جو کہ ڈاکٹر ظفر احمد کی نگرانی میں زیرِ تحقیق ہے۔ اس میں کمپوزنگ کے مسائل کا ذکر ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ اُردو آن لائن تدریس میں معاون ہوا ہے کیوں کہ آن لائن اُردو میں بھی ٹائیپنگ اور کی بورڈ کا عمل دخل ہے۔ لیکن اس مقالے میں بھی اُردو کمپوزکاری کو ہی موضوع بنایا گیا ہے۔ آن لائن تدریس کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان بھارت کی جانب سے ''آن لائن اُردو زبان وادب کی

تدریس: مسائل و امکانات" کے موضوع پر ۱۵ جولائی ۲۰۲۰ء کو ایک ویبنار کا انعقاد ہوا ہے۔ جس میں مختلف ماہرینِ تعلیم نے آن لائن اُردو تدریس میں پیش مسائل کو اپنے مقالات کا حصہ بنایا ہے۔

چناں چہ میرے پیشِ نظر تحقیقی منصوبے "پاکستان میں آن لائن اُردو تدریس کے مسائل و امکانات" کے تحت ایسا کوئی تحقیقی و تنقیدی کام نہیں کیا گیا جس کی فہرست ما قبل تحقیق میں شامل کیا جاتا۔

۸۔ تحدید

زیرِ نظر موضوع کے تحت دائرہ تحقیق میں پاکستان میں آن لائن اُردو تدریس کا تجزیہ جس میں سرکاری، نیم سرکاری اور نجی تعلیمی ادارے شامل کیے گئے ہیں۔ جس میں پانچویں سے دسویں جماعت کے اساتذہ اور طلبہ کو شاملِ تحقیق کیا گیا ہے۔ پاکستانی نظامِ تعلیم میں پانچویں سے دسویں تک کی تعلیمی سرگرمیوں میں آن لائن اُردو تدریس کی موثریت کا مطالعہ شامل ہے۔ سروے کے ذریعے اس بات کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے کہ سرکاری، نیم سرکاری اور نجی تعلیمی اداروں نے "کووڈ ۱۹" کے لاک ڈاؤن میں کیا اقدامات کیے ہیں۔ یہ جماعتیں اس اعتبار سے بھی اہم ہیں کہ اس دورانیے میں طلبہ کی اُردو زبان سے واقفیت اور دلچسپی زیادہ بہتر انداز سے پیدا کی جاسکتی ہے۔ دورِ حاضر میں بچوں میں کمپیوٹر، ٹیب اور موبائل سے رغبت کا بڑھتا ہوا رجحان اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ تدریس میں بالعموم اور اُردو تدریس میں بالخصوص آسان اُردو تدریسی ایپلی کیشنز کو سامنے لایا جائے۔ چناں چہ پانچویں سے دسویں تک کے طلبہ اور اُردو پڑھانے والے اساتذہ شاملِ تحقیق کیے گئے ہیں۔

۹۔ پس منظری مطالعہ

آن لائن اُردو تدریس کے موضوع پر کام کرنے کے لیے جن کتب کا مطالعہ کیا گیا ہے ان میں اُردو تدریس اور آن لائن تدریسی طریقہ کار سے متعلقہ مواد شامل ہے۔ چوں کہ اُردو کی آن لائن تدریس پر اس سے پہلے کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا ہے چناں چہ اس حوالے سے باقاعدہ کوئی مطبوعہ مواد شاملِ مطالعہ نہیں ہے۔ لیکن ڈاکٹر عطش درانی کی کتاب "اُردو اطلاعیات" میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ مستقبل میں وہی زبان یا لوگ زندہ رہ

سکیں گے جو اطلاعیات کے ذریعے اپنے روزمرہ امور کو انجام دے سکیں گے۔ چناں چہ آن لائن تدریس کے حوالے سے (MargueritaMcVaylynch) کی کتاب "THE ONLINE EDUCATOR" کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ یہ کتاب ورچوئل کلاس روم کو چلانے میں درکار عوامل کی مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ یہ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ جس میں آن لائن نصاب، طلبہ کی ضروریات، امدادی نظام، آن لائن اساتذہ کا بدلتا رویہ، ویب بیسڈ نصاب کی تیاری، ضروری تیکنیکی مہارتیں، طلبہ کا آن لائن امتحان اور قانونی کاروائیوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر عطش درانی کی "علم تدریسِ اُردو" کا مطالعہ کیا گیا ہے یہ کتاب اٹھائیس ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کی اشاعت ۲۰۱۳ء میں ہوئی۔ موضوع کے اعتبار سے اس کتاب کے چار حصے کیے گئے ہیں پہلے میں اصول، دوسرے میں سبقی ڈیزائن، تیسرے میں اطلاقی مطالعے اور چوتھے میں متفرق امور کا تفصیلی بیان کیا گیا ہے۔ ۲۲ صفحات پر مشتمل ایک باب میں "کمپیوٹر پر اُردو کی تدریس" کے حوالے سے مطالعہ کرنے کے بعد اُردو کمپیوٹر کی تکنیکیں، زبان دانی کے مسائل، اُردو اطلاعیات، اُردو تدریس اور کمپیوٹر، تدریس بہ کمپیوٹر، نصاب سازی، خاکہ تدریس اور تدریسی اطلاق جیسے اہم موضوعات کی بنیادی سطح کی معلومات فراہم ہیں۔

موضوعِ مقالہ کے تحت کام کرنے کے لیے "پاکستانی اُردو" ڈاکٹر عطش درانی کی جو ۲۰۰۸ء میں مقتدرہ قومی زبان کی طرف سے شائع ہوئی، کا بھی مطالعہ شامل ہے۔ اس کتاب میں اُردو کی مقتدر شخصیات کے مضامین کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے پہلے حصے میں "پاکستانی اُردو۔ خدوخال"، دوسرے میں "پاکستانی اُردو۔ مباحث"، تیسرے میں "پاکستانی اُردو۔ مذاکرات" کے عنوانات کے تحت ماہرینِ اُردو کے خیالات کو مجتمع کیا گیا ہے۔ آن لائن اُردو تدریس کو اختیار کرنے کی سفارشات اس لیے کی جاتی ہیں کہ اُردو زبان بھی بدلتے زمانے کے ساتھ ساتھ اپنے خدوخال تبدیل کر کے مستعمل رہے جس کی گنجائش اُردو زبان کے وسیع دامن میں موجود ہے۔ اس کتاب میں لکھے گئے مضامین بہت اہم ہیں کہ جن میں اُردو کی ابتداء، حال اور مستقبل میں اس کے مقام کی نشاندہی کی گئی ہے۔

ایک اور کتاب ڈاکٹر عطش درانی کی ہے ''پاکستانی اُردو: مزید مباحث'' اس کے مشمولات ''الف: جائزے، ب: ضابطے، ج: مکالمے'' اس کتاب کے ب حصّے میں زبان کی ترقی کے لیے لسانی منصوبہ بندی، اُردو صوتیے، نئی املا، کمپیوٹر تختیاں، ضابطہ تختی، اُردو میں انٹرنیٹ وغیرہ شامل ہیں۔

پروفیسر اسلم جمشید پوری کے دو کالم ''۱۔ بدلتے حالات میں اُردو تدریس کا بدلتا منظر نامہ، ۲۔ اُردو تدریس کا آف لائن سے آن لائن کا سفر'' قابل ذکر ہیں۔

علاوہ ازیں مطالعہ کے لیے رسائل، مضامین، مقالات کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جو مواد انٹر نیٹ، اخبارات کے کالم، مضامین کی صورت میں ہیں اِن کو بھی شاملِ تحقیق کیا گیا ہے جن کا تفصیلی ذکر کتابیات میں کر دیا گیا ہے۔

۱۰۔ تحقیق کی اہمیت

زیرِ نظر موضوع کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وقت کے بدلتے تقاضوں نے زمین پر لکیریں کھینچ کر سمجھانے سے لے کر آج ہمیں ویڈیو، پروجیکٹر، سمارٹ بورڈ، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، موبائل کی دوڑ میں شامل کر دیا ہے۔ آج امیر کیا غریب، ہر کسی کی دسترس میں موبائل اور انٹرنیٹ ہے۔ آج کے دور میں استاد، طالب علم اور والدین کے لیے آن لائن تدریس اور اس میں استعمال ہونے والے آلات کے استعمال میں مہارت حاصل کرنا ضروری ہے۔ زیرِ نظر تحقیق میں اسی تناظر میں پاکستان میں آن لائن اُردو تعلیم و تدریس کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ زیرِ نظر تحقیق کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ دن بدن دُنیا کی بدلتی ہوئی صورت حال نے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اگر انسان کسی وجہ سے گھروں میں محصور ہو جائے تو اس کے سیکھنے کا عمل نہ رُکے اور وہ دُنیا سے کٹ کر نہ رہ جائے بلکہ وہ ہر لمحہ علم حاصل کرتا رہے اور معاشرے کے لئے مفید ثابت ہو۔

آن لائن طریقہ تدریس دراصل فاصلاتی نظام تعلیم کا جدید چہرہ ہے۔ فاصلاتی نظامِ تعلیم تقریباً ایک سو ستر سال پرانا ہے جس کا ماخذ انگلینڈ میں رائج فاصلاتی تدریس ہے، جس میں استاد ڈاک کے ذریعے اپنے طالب علموں کو

سبق بھیجتا ہے اور ڈاک ہی کے ذریعے طلبہ اپنا کام استاد کو ارسال کرتے ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں (University of Illinois) نے سب سے پہلے اپنے طلبہ کے لیے انٹرنیٹ استعمال کرنا شروع کیا۔ یہ کمپیوٹر ٹرمینز کا ایک مربوط نظام تھا جس کے ذریعے طلبہ نا صرف کورس میٹریل تک رسائی حاصل کر سکتے تھے بلکہ ریکارڈ کیے ہوئے لیکچر بھی سُن سکتے تھے۔ ۱۹۶۰ء کے بعد کی دہائی میں اس نظام کی ترقی کی رفتار تیز ہو گئی۔ آن لائن نظامِ تعلیم میں فاصلاتی نظامِ تدریس کے بہت سارے منفی پہلوؤں کو خاطر خواہ طریقے سے سنبھال لیا ہے جیسا کہ ڈاک کی ترسیل میں لگنے والا وقت طلبہ کا استاد اور دوسرے طلبہ سے ربط کو کم وقت میں فائدہ مند بنا دیا ہے۔ اس طرح فاصلاتی نظامِ تدریس کا عمل جاری وساری رہا اور وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کی منزلیں طے کرتا رہا۔ اُس وقت کی پیش گوئیاں یہ تھیں کہ آن لائن طریقہ تدریس بتدریج روایتی طریقہ تدریس پے حاوی ہو جائے گا اور دیکھا جائے تو آج آن لائن تدریس کی ضرورت و اہمیت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اس بات میں کچھ شک نہیں ہے کہ آئندہ آنے والی دہائی میں آن لائن کورسز لینے والے طلبہ کی تعداد چار گنا زیادہ ہو جائے گی۔

پاکستان میں کافی عرصہ سے فاصلاتی تعلیمی نظام جاری ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی نے فاصلاتی نظامِ تعلیم کو متعارف کروایا اس کا قیام ۱۹۷۴ء میں ہوا جس کا مقصد لوگوں کو گھر بیٹھے تعلیم کے مواقع فراہم کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے لیکچرز پی ٹی وی میں اور اب یوٹیوب میں بھی دستیاب ہیں۔ پاکستان میں بھی ورچوئل یونی ورسٹی ہے جس کا سارا سسٹم ہی آن لائن ہے۔ اساتذہ اور طلبہ کا براہ راست رابطہ نہیں ہے لیکن اساتذہ کے لیکچرز یوٹیوب پر موجود ہوتے ہیں۔ طلبہ وہاں سے لیکچرز سُن کر اسائنمنٹ حل کر کے اپ لوڈ کر دیتے ہیں اساتذہ ان کی جانچ کرتے ہیں اور اس کے مطابق نمبر دے دیتے ہیں۔ اس سارے عمل میں بھی مسائل ہیں مثلاً اس میں نقل کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ بہت سے طالب علم کو صحیح طریقے سے لیکچرز سمجھ بھی نہیں آتے اس طرح کے اور بھی مسائل در پیش ہوتے ہیں۔ ان تمام وجوہات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آن لائن تدریس کی ضرورت واہمیت کتنی زیادہ بڑھ گئی ہے۔

زیرِ نظر تحقیق کی ضرورت اور اس موضوع پر تحقیق کرنے کا جواز بھی یہی ہے کہ پاکستان کے نظامِ تعلیم میں آن لائن اُردو طریقہِ تدریس کو در پیش مسائل اور مشکلات کا جائزہ لیا جائے۔ پاکستان چوں کہ ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ یہاں تعلیمی وسائل کی بے پناہ کمی ہے۔ کسی بھی ناگہانی صورت میں تعلیمی اداروں کی غیر معینہ مدت

کی بندش کے بعد آن لائن تدریس ہی ایک ذریعہ ہے جو اُستاد کا طالب علم کے ساتھ تعلیمی رابطہ رکھ سکتا ہے۔ پاکستان میں اس سلسلے میں کافی مشکلات در پیش ہیں۔ جن میں آن لائن تدریس میں اُردو کے تعلیمی سافٹ ویئر، آن لائن اُردو تدریسی مواد کی فراہمی، موجودہ مواد کے معیار اور اُردو کی بورڈ کے مسائل واضح ہیں۔

۱۔ ان میں سے اُردو فونٹ کا مسئلہ نہایت اہم ہے وہ یہ کہ اُردو کا نصابی مواد جمیل نوری نستعلیق میں پیش کیا جاتا ہے اور طلبہ کو اس کے علاوہ کسی دوسرے فونٹ کو پڑھنے اور سمجھنے میں دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جمیل نوری نستعلیق میں تحریر کردہ فائل جب کسی دوسرے سافٹ ویئر میں تبدیل کی جاتی ہے تو اس کا فونٹ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے فائل کو "پی ڈی ایف" فائل میں تبدیل کرنا پڑتا ہے جو کہ ہر لیپ ٹاپ یا موبائل پر نہیں کھولی جاسکتی۔

۲۔ امتحانات کے دوران طلبہ کو گوگل فارم پر معروضی سوالات دیے جاتے ہیں جس کا فونٹ جمیل نوری نستعلیق نہیں ہے۔ اس وجہ سے ان کو پڑھنے اور سمجھنے میں دقت کا سامنا کرنا پڑرہا ہے۔ اس کے علاوہ ابھی تک اور کوئی نئی ایپلی کیشنز نہیں آئیں جو اُردو زبان میں ہوں مثلاً "ایجو لاسٹک" وغیرہ یہ سب انگریزی میں ہیں اس میں باقی تمام مضامین کے پرچے بنائے جاسکتے ہیں پر اُردو کا نہیں بنا سکتے یہ بھی آن لائن تدریس میں ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اگر "ایم ایس ورڈ" پر سوالات لکھ کر گوگل فارم پر کاپی پیسٹ کر بھی لیں تو طلبہ اس پر لکھ نہیں سکتے وہ لوز پیپر (کھلے / ڈھیلے پرچے) پر لکھ کر چڑھا (اپ لوڈ) کرتے ہیں جس سے وقت بہت لگتا ہے دوسرا نقل کا امکان بہت زیادہ ہوتا ہے۔

۳۔ ان پیج میں خود کار املا کی اصلاح نہیں ہوتی جس طرح انگریزی میں غلط الفاظ کے نیچے سُرخ لائن لگ جاتی ہے۔ ان پیج ایک تصویری سافٹ ویر ہے اور انٹرنیٹ سرچنگ (انٹرنیٹ میں تلاش) میں کام نہیں آتا۔ اس کے علاوہ ان پیج میں اُردو کے اعداد اُلٹ لکھے جاتے ہیں۔ زیادہ تر لوگ ابھی تک ان پیج کا ہی استعمال کر رہے ہیں جس کی وجہ سے بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑرہا ہے۔ ہمیں ان مسائل و مشکلات کو اجاگر کرنا ہے۔ اس لیے اب کمپیوٹر میں جو بھی مضامین لکھے جارہے ہیں یہ سب "ایم ایس ورڈ" میں یونی کوڈ نظام کے تحت نستعلیق فانٹس استعمال کر کے لکھے جاتے ہیں۔ ان میں املا، رموزِ اوقاف، تلفظ وغیرہ کے مسائل در پیش ہیں۔

۴۔ ہر کسی کو فرمیٹنگ / ایڈیٹنگ نہیں آتی۔ ہر کی بورڈ بھی اُردو میں نہیں ہوتا یا پھر وہ انگریزی کے حروف میں ہوتا ہے جس کا علم ہر اُردو کے استاد کو نہیں ہے۔ اسی طرح طلبہ اور والدین کو بھی اُردو کی بورڈ کے استعمال کا طریقہ نہیں معلوم جس کی وجہ سے زیادہ تر آن لائن اُردو تدریس میں مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چناں چہ اس مسئلے پر تحقیق کی اشد ضرورت ہے۔

۵۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اُردو کے فونٹ جمیل نوری نستعلیق جس کا اجرا ۲۰۰۸ء میں ہوا تھا۔ یہ فونٹ ہر کوئی پڑھ اور سمجھ سکتا ہے لیکن جو دوسرے اہم فونٹ ہیں مثلاً جمیل نوری نستعلیق کشید، نسخ، علوی نستعلیق، پاک نستعلیق، اُردو عماد نستعلیق، نفیس نستعلیق، نفیس کشیدہ، ایرانی نستعلیق یہ انسٹال کر لیتے ہیں۔ لکھائی کا سائز، سپیس، حاشیہ وغیرہ بھی دوسرے کمپیوٹر پر تبدیل ہو جاتے ہیں یا بالکل ہی الفاظ / جملے / تاریخ الٹ ہو جاتی ہیں جس سے تحریر کا مفہوم ہی تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایک فونٹ کا دوسرے کے کمپیوٹر پر فونٹ کی فرمیٹنگ اور ایڈجسٹ منٹ میں ردوبدل ہو جاتا ہے۔ جملوں کے بیچ میں بہت زیادہ خالی جگہ (space) آجاتا ہے جس سے مفہوم کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ اس طرح کے مسائل بھی درپیش ہیں۔

اس سلسلے میں میں نے سروے کا طریقہ اختیار کیا ہے اور مختلف تعلیمی اداروں میں جا کر پانچویں جماعت سے دسویں جماعت تک کے طلبہ کو شاملِ تحقیق کیا ہے۔ اسی طرح ان کی جماعت کے مطابق آن لائن اُردو تدریس میں مسائل و مشکلات کی نشان دہی کی ہے۔ ہر جماعت کے بچوں کا ذہن اور سیکھنے کا عمل مختلف ہوتا ہے۔ "بلوم ٹکسانومی" (Bloom Taxonomy) کی مدد سے طلبہ کی ذہنی اور عمر کے مطابق اُردو کا آن لائن مواد اور اُس کے معیار کی نشاندہی کی ہے۔ اس سلسلے کے لیے مختلف تعلیمی اداروں میں جا کر اُردو کے اساتذہ اور طلبہ سے انٹرویوز کیے گئے پھر اس کے مطابق اُن سے الگ الگ سوال نامے حل کروائے گے۔ ان انٹرویوز اور سوالناموں سے اندازہ لگایا گیا کہ پاکستان میں آن لائن اُردو تدریس میں کیا کیا مسائل درپیش ہیں اور ان کے حل کی تجاویز / شفارشات کیا ہیں؟ یہ سب اس مقالے میں بیان کیا گیا ہے۔

(ب) ا: فاصلاتی نظامِ تعلیم اور آن لائن تدریس میں فرق

فاصلاتی نظام:

ہر انسان کا پیدائشی حق ہے کہ وہ تعلیم سے بہرہ مند ہو۔ اگرچہ سماجی اور معاشی مجبوریوں کی وجہ سے بہت سے لوگ بنیادی تعلیم بھی حاصل نہیں کرپاتے۔ ایسے لوگوں کے لیے فاصلاتی نظامِ تعلیم ہی مددگار ثابت ہوا ہے۔ اسی لیے فاصلاتی نظامِ تعلیم کی ہمیشہ ضرورت رہی ہے۔ اس کی ابتدا یورپ میں ہوئی اور آہستہ آہستہ افریقی ممالک سے ہوتی ہوئی ایشیائی ممالک تک پہنچی۔ یہ وقت کی ضرورت بھی تھا، مراسلاتی نظام یعنی خط و کتابت سے یہ نظام شروع ہوا جو برقی میڈیا نے مزید فعال، مستحکم اور منظم بنا دیا۔ فاصلاتی نظامِ تعلیم کی وسعتیں لامحدود ہیں۔ یہ ایک ایسا تعلیمی عمل ہے جس میں کسی بھی ملک کی سرحد کی قید نہیں ہے۔ دُنیا کے کسی بھی کونے میں ہوں مُعلم اور متعلم کے درمیان رابطہ قائم رہتا ہے۔ فاصلاتی نظامِ تعلیم میں مُعلم اور متعلم جسمانی طور پر ایک دوسرے سے دُور ہوتے ہیں لیکن ان کے درمیان درس و تدریس کا عمل جاری رہتا ہے۔

ہیرس (Harris) کے مطابق:

> "کسی منصوبے کے تحت باقاعدہ تعلیم کو فراہم کرنا جس میں ایک طرف اُستاد اور
> دُوسری طرف طالب علم کے درمیان فاصلہ ہو اس کو فاصلاتی تعلیم کہا جاتا ہے۔"[۱]

اس نظامِ تعلیم کو مراسلاتی نظامِ تعلیم بھی کہتے ہیں۔ مراسلت یعنی خط و کتابت کے ذریعے تعلیم کی ترسیل کا طریقہ اختیار کرنا۔ مراسلاتی نظام سب سے پہلے ۱۸۷۳ء میں امریکہ میں یونی ورسٹی سطح پر شروع ہوا۔ انیسویں صدی میں اس کا باضابطہ آغاز ہوا اور بیسویں صدی سے اس میں مزید جدت آئی۔ اب استاد خط و کتابت کے ساتھ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا (ریڈیو، ٹیلی وژن، ٹیپ ریکارڈر، پروجیکٹر، کمپیوٹر) کا استعمال بھی کرنے

لگا ہے۔ استاد عملی طور پر فاصلاتی نظامِ تعلیم کے لیے جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال کرنے لگا ہے جس سے تعلم کا عمل سہل ہو گیا ہے۔

مورے(Moore) نے فاصلاتی نظامِ تعلیم کی تعریف کچھ ان الفاظ میں کی ہیں:

"وہ تمام تدریسی طریقے جو پرنٹ، مشین یا برقی آلات پر مبنی ہوتے ہیں،
جو استاد اور طلباء کی خلیج کو کم کرتے ہیں فاصلاتی تعلیم کہلاتے ہیں۔"[۲]

فاصلاتی نظامِ تعلیم کے لیے مختلف لوگوں نے مختلف اصطلاحات کا استعمال کیا ہے مثلاً "ڈسٹنس ایجوکیشن"، "اوپن لرننگ"، "آف کیمپس لرننگ"، "کالج آف ایئر" وغیرہ۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت اور افادیت میں بتدریج اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور یہ نظام کافی وسعت اختیار کر گیا ہے۔ اب تو تعلیمی ادارے مختلف موضوعات پر ورک شاپس بھی منعقد کروا رہے ہیں۔ جدید دور کے نو آموز کار(New Learners) کے تقاضوں کو فاصلاتی نظامِ تعلیم پورا کر رہا ہے۔ سروے کے مطابق دُنیا میں دو ملین سے زائد افراد فاصلاتی نظامِ تعلیم سے مستفید ہو رہے ہیں۔

فاصلاتی نظامِ تعلیم غیر رسمی تعلیم کا ایک حصّہ ہے جس میں مُعلم اور متعلم طے شدہ نصاب کے مطابق فاصلے پر رہ کر تعلیمی عمل مکمل کرتے ہیں۔ روایتی کمرا جماعت کی بجائے اس میں متعلم کو تعلیمی مواد بذریعہ ڈاک گھر پر مشق کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔ متعلم سوال نامے کو حل کر کے معلم کو واپس بھیجتا ہے اور دیے گئے وقت پر امتحانات بھی دیتا ہے۔

انٹرنیٹ:

جدید دور کی حیرت انگیز اور مفید ایجاد انٹرنیٹ ہے۔ جس نے دُنیا کو حیران کر دیا ہے کہ دُنیا کے کسی بھی کونے میں ہوں ایک دوسرے سے نا صرف رابطہ رکھ سکتے ہیں بل کہ ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکتے ہیں اور اس طرح آمنے سامنے بیٹھ کر بات کرتے ہیں جیسے پاس ہوں۔ انٹرنیٹ ایسی ایجاد ہے جس نے سب کو اپنے حصار میں جکڑ

رکھا ہے آج بچہ بچہ انٹرنیٹ سے واقف ہے۔سب سے پہلے انٹرنیٹ کو جاننا ضروری ہے۔اس کی تعریف سلیمان صاحب نے اپنی کتاب میں کی ہے وہ کہتے ہیں کہ:

”انٹرنیٹ کمپیوٹر پر مبنی ایک ایسا وسیع نظام ہے جس کی غرض وغایت اطلاعات اور معلومات کا تبادلہ ہے۔انٹرنیٹ گوناگوں جانکاری کا مخزن اور مختلف قسم کی سہولیات بہم پہنچانے والا میڈیم ہے۔یہ ایک ایسا عالمی برقیاتی نظام ہے جس میں لاکھوں کمپیوٹر منسلک ہیں۔ساری دُنیا میں انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کا تخمینہ ڈیڑھ سوملین افراد کا ہے۔جس میں لگاتار اضافہ ہو رہا ہے۔اس میں مستقل اور عارضی دونوں قسم کے انٹرنیٹ کا استعمال کرنے والے افراد شامل ہیں۔“(۳)

انٹرنیٹ ایک عالمی نظام ہے جس میں تقریباً چھ سوملین کے لگ بھگ لوگ ایک دوسرے سے رابطے میں ہیں اور ایک دوسرے سے معلومات کا تبادلہ کرتے رہتے ہیں۔روز بروز اس میں اضافہ ہی ہو رہا ہے بل کہ مزید جدت آتی جارہی ہے۔یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ دُنیا انٹرنیٹ کی وجہ سے عالمی گاؤں یعنی گلوبل ویلیج (Global Village) بن گئی ہے۔یہ ایک کمپیوٹر نیٹ ورک ہے جس کے ذریعے آپ براہ راست دوسرے ملک میں یا کہیں دُور بیٹھے شخص سے بات چیت کرسکتے ہیں۔kerry نے انٹرنیٹ کے بارے میں کہا کہ:

”انٹرنیٹ کمپیوٹر کا ایسا عالمی جال ہے کہ جس کے ذریعے ایک دوسرے سے بات چیت کی جاتی ہے۔اگرچہ انٹرنیٹ ایک ہموار نیٹ ورک کی طرح کام کرتا ہے۔لیکن یہ واقعی ہزاروں مختلف کمپیوٹرز کو جوڑنے والے بہت سے چھوٹے نیٹ ورکس سے بنا ہے۔“(۴)

“The Internet is a worldwide network of computers that communicates with each other. Although the Internet works like one seamless network, it is really made up of many smaller networks linking thousands of different computers.”

(۴) (Kerry , 1995, p5)

انٹر نیٹ رنگ و نسل سے عاری ہے اس نے انسانوں کو اکٹھا کر دیا ہے اور عصبیت کی چادر کو اتروا دیا ہے۔ اب ہر عمر کا انسان چاہے وہ کسی بھی مذہب یا ملک سے ہو آزادانہ اپنے خیالات، تصورات اور معلومات کو دوسرے تک پہنچا سکتا ہے۔ اس آزاد نیٹ ورک کے پورے نظام کو چیک رکھنے کے لیے ایک ادارہ موجود ہے جس کا نام "آئی سی این این (ICNN) ہے اس ادارے کا ہیڈ کواٹر امریکہ کے شہر کیلی فورنیا میں ہے۔

انٹر نیٹ کے ذریعے ہم اخبارات، ریسرچ پیپر، مختلف ڈاکومینٹس، ڈیجیٹل لائبریری، انسائیکلو پیڈیا، رسائل وغیرہ کا مطالعہ آسانی سے کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملٹی میڈیا، ورڈ پروسیسرز شیٹس، آن لائن خریداری، آن لائن نوکریاں، مارکیٹنگ وغیرہ بھی کر سکتے ہیں۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ترقی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تعلیمی میدان میں بھی اس کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ انٹر نیٹ کے ذریعے دُنیا میں طلبہ مختلف تعلیمی اداروں سے بآسانی رابطہ کر سکتے ہیں۔ ۱۹۸۹ء میں ویب سسٹم کی وجہ سے گلوبل کمیونی کیشن کا آغاز ہو گیا تھا۔

اس نظام میں ہر سال ۲۰ سے ۵۰ فی صد کمپیوٹرز کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اس نیٹ ورک سے منٹوں میں مواصلاتی نظام کے ذریعے کسی بھی جگہ پر رہتے ہوئے انسان سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ انٹر نیٹ کے بے شمار فوائد ہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر محمد کامران لکھتے ہیں کہ:

> "عصر حاضر میں انٹر نیٹ حالات حاضرہ، سماجی رابطے، تفریح، چیٹنگ، ای۔ میل، تعلیم و تحقیق اور علوم و فنون کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ آج کائناتی وسعتیں انٹر نیٹ کے ایک چھوٹے سے نقطے میں سما رہی ہیں۔ علم و آگہی کے دریا، کمپیوٹر کے کوزے میں سما رہے ہیں۔ سورج کی شعاعوں کو گرفتار کر کے انسانی بستیوں کی تاریکیوں میں اجالے بکھیرے جا رہے ہیں۔ خواب اور حقیقت کے مابین فاصلے سمٹ رہے ہیں۔" (۵)

آن لائن (بر خط):

آن لائن فاصلاتی نظام کا ہی ایک جدید چہرہ ہے۔ انٹر نیٹ کے ذریعے آن لائن تعلیم بھی دی جا سکتی ہے۔ آن لائن کے ذریعے دُور رہ کر علم بانٹ سکتے ہیں۔ اب آن لائن تعلیمی نظام میں کاغذ کی بجائے تدریس اور امتحانات کا سلسلہ سافٹ ویئر یعنی (بذریعہ کمپیوٹر) رکھا جاتا ہے۔ سی ڈی روم (CD-ROM) اور ملٹی میڈیا کی وجہ سے کتب سافٹ ویئر کی شکل میں انٹر نیٹ پر موجود ہیں۔

آن لائن اور فاصلاتی نظام کے طریقہ ہائے کار کے اختلاف کی وجہ سے عملِ تدریس میں واضح تبدیلی دیکھی جا سکتی ہے۔ ان دونوں کے اندازِ تدریس مختلف ہیں۔ اس فرق کو واضح کرنے کے لیے ان دونوں نظاموں کا موازنہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ فاصلاتی نظام میں روایتی کمرا جماعت نہیں ہو تا جب کہ آن لائن تدریس میں معلم تمام طلبہ کو ایک جماعت کی صورت میں پڑھا سکتا ہے۔

۲۔ فاصلاتی نظامِ تعلیم کے مقابلے میں آن لائن تعلیمی سر گرمی سر انجام دینے میں کم اخراجات صرف ہوتے ہیں جب کہ فاصلاتی میں ڈاک کا خرچہ وغیرہ کافی زیادہ ہو تا ہے۔

۳۔ فاصلاتی نظام میں کاغذ یا ورک شیٹ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کہ آن لائن تدریس میں ایک مُعلم سبق کی پیشکش میں وائٹ بورڈ، رائٹنگ پیڈ، چیٹ بکس، یوٹیوب، انٹر نیٹ، ویڈیوز اور ورک شیٹ کی مدد لے سکتا ہے جس سے مُعلم ایک متعلم کو جلدی سمجھا سکتا ہے۔

۴۔ جس طرح طالب علم جماعت میں حاضر ہو تا ہے، وقت کا پابند ہو تا ہے، اسی طرح آن لائن تدریس میں بھی طالب علم کے لیے وقت کی پابندی ضروری ہوتی ہے کہ جب استاد آن لائن کلاس شروع کرے تو متعلم بھی آن لائن ہو جائے جب کہ فاصلاتی نظام میں متعلم وقت اور جماعت کی قید سے آزاد ہو تا ہے۔

۵۔فاصلاتی نظام میں ڈاک کے ذریعے تعلیمی مواد کی ترسیل میں استعمال ہونے والا وقت بھی آن لائن نظام کی وجہ سے بچ رہاہے اور معلومات کم سے کم وقت میں ایک دوسرے کو پہنچائی جاسکتی ہیں۔

۶۔ آن لائن تعلیم میں دوطرفہ ابلاغ ممکن ہوتا ہے جب کہ پہلے زمانے میں خط وکتابت کے ذریعے فاصلاتی نظامِ تعلیم کا سلسلہ تھاتو دوطرفہ تعلیم ناممکن تھی لیکن آج کل برقی ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس کا حل نکالا جارہاہے۔

۷۔فاصلاتی نظامِ تعلیم میں استاد براہِ راست نگرانی نہیں کر سکتاجب کہ آن لائن میں استاد براہِ راست نگرانی کر سکتاہے۔ آن لائن میں جماعت میں طلبہ حاضر ہوتے ہیں اور استاد اُن کو دیکھ،سُن اور بات کر سکتا ہے۔

جس طرح ان دونوں نظامِ تعلیم میں فرق ہے اسی طرح یہ ایک ہی طریقہ تعلیم کے دورُخ بھی کہلائے جاسکتے ہیں ایک ورق کے دوصفحات یعنی ایک صفحہ قدیم نظامِ تعلیم اور دوسرا صفحہ جدید نظامِ تعلیم۔

فاصلاتی تعلیم ایک عام آدمی کے لیے بہت فائدہ مند ہے کیوں کہ اس میں عمر،فاصلوں،دیہی یاشہری، جنس اور امیری غریبی کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا اس لیے پوری دُنیا میں اسی طرح لوگ تعلیم سے مستفید ہو رہے ہیں۔ آج کل کے جدید آلات اور ٹیکنالوجی کی وجہ سے آن لائن تدریس نے فاصلاتی نظامِ تعلیم کو اور بھی پُرکشش بنادیا ہے۔ آج کل کی ضروریات کے مطابق آن لائن ہر شعبے کے لیے لازم وملزم ہوگیاہے۔

۲: پاکستان میں آن لائن تدریس اور اُردو زبان

ہمارے ملک کی قومی زبان اُردو ہے۔ قومی زبان میں تعلیم وتدریس کی سہولیات بہم پہنچاناملک کے تعلیمی اداروں کا فرض ہے۔ چناں چہ کووڈ۱۹ کے وقت جب سب کاروبار اور تعلیمی ادارے بند ہو گئے تھے توگھر گھر تعلیم کو پہنچانا تعلیمی اداروں کی ضرورت تھی۔ کورڈ۱۹ کے دوران جو دنیامیں مشکلات پیش آئیں اس سب سے زیادہ نقصان تعلیمی عمل میں رکاوٹ کی صورت میں ہوا۔

کرونا جیسے موذی مرض کی ابتدا سے ، دنیاکے ہر میدان میں رونما ہونے والی تبدیلیوں میں سے ایک واضح تبدیلی ’’آن لائن سہولت ‘‘کا اختیار کرناہے کیوں کہ کروناوباکے دوران زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔ کرونا

ہاتھ ملانے، کھانسنے، چھینک مارنے، گلے ملنے وغیرہ یعنی ایک دوسرے کو چھونے سے جلدی پھیلتا ہے اس وجہ سے تمام ممالک نے اندرونی اور بیرونی تمام سرگرمیوں پر پابندی لگادی تھی۔ کاروبار، دفاتر، کارخانے، اسکول، شادی و بیاہ، آمد و رفت بل کہ جنازوں میں شرکت پر بھی بندش تھی۔ جس کی وجہ سے تقریباً پوری دُنیا ہی متاثر ہوئی اور کاروبارِ زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔ دنیا میں ابھی تک مختلف انداز سے اس وبا کا سامنا ہو رہا ہے۔ ان حالات میں یہ مہلک بیماری جہاں کاروبار وغیرہ کو نقصان پہنچا رہی ہے وہاں تعلیم بھی اس کے وار سے خالی نہیں ہے دیگر شعبہ ہائے زندگی کے ساتھ ساتھ جب یہ وبا زور پکڑتی ہے تو جہاں باقی چیزیں بند ہو جاتی ہیں وہاں تعلیمی اداروں کو بھی اس نازک صورتِ حال میں فیس ٹو فیس (روبرو) پڑھانے سے روک دیا جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ وقت کی ضرورت بھی ہوتا ہے، کیوں کہ تعلیمی اداروں میں کثیر تعداد میں طلبہ روزانہ کی بنیاد پر اکٹھے ہوتے ہیں اس لیے اس وائرس کی تباہی کا اندیشہ بھی یہاں زیادہ ہوتا ہے۔ بچے کیوں کہ ایک دوسرے سے نہ چاہتے ہوئے بھی ہاتھ ملا لیتے ہیں یا کھیلتے ہوئے ایک دوسرے کو چھو لیتے ہیں اس وجہ سے یہ بیماری پھیلتی ہے۔ اس وبا کے دوران جس طرح باقی کاروبار آن لائن شروع کیے گئے تھے اسی طرح اس وقت بچوں کو تعلیمی حرج سے بچانے کے لیے آن لائن تعلیم شروع کی گئی۔ کیوں کہ جامعات کی بندش کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس طویل عرصے تک تعلیمی نظام میں تعطل سے تعلیم کو بہت بڑا نقصان ہو سکتا تھا۔

ترقی یافتہ ممالک میں انٹرنیٹ اور آن لائن سرگرمیاں تو کافی عرصے سے جاری تھیں جس کی وجہ سے وہاں کے رہنے والوں کو آن لائن تعلیم کی طرف منتقل ہونے میں کوئی خاص مشکل پیش نہیں آئی جب کہ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں اب بھی بہت سے علاقے ایسے پائے جاتے ہیں جہاں انٹرنیٹ تو کجا موبائل فون کی سروس بھی میسر نہیں ہیں تو ایسے علاقوں میں پائے جانے والے مدارس و مکتب میں کمپیوٹر کی موجودگی بذاتِ خود ناممکن ہے۔ ان حالات میں آن لائن تدریس اختیار کرنا ایک مشکل امر ہو جاتا ہے۔

دورِ حاضر میں اُردو کے فروغ کے لیے کوششیں جاری ہیں۔ ماہرین لسانیات اور اُردو کے قدر دانوں نے اُردو کے فروغ کے لیے جدید طریقے اختیار کیے ہیں ان میں آڈیو، ویڈیو کیسٹ وغیرہ شامل ہیں لیکن یہ آن لائن

تدریس کے لیے ناکافی ہیں کیوں کہ آن لائن تدریس کے دوران صرف آڈیو ویڈیو کیسٹ کے ساتھ ساتھ انٹر نیٹ ،ویب سائٹ، موجودہ مواصلاتی اور ترسیلاتی ایجادات ، ورک شیٹ، گوگل فارم ،ڈیجیٹل لائبریری ،ای میل وغیرہ کا جدید ٹیکنالوجی کے مطابق علم بھی ہونا ضروری ہے۔ پاکستان میں موجود نصاب جو اسکولوں میں روایتی طریقے یعنی کتاب اور بورڈ وغیرہ کے ذریعے سے پڑھایا جارہا ہے وہ سافٹ میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے آن لائن تدریس میں مدد ومعاون ثابت نہیں ہوتا اور آن لائن سے بالکل بھی ہم آہنگ نہیں ہے۔

کرونا وبا میں تعلیمی اداروں کے لیے ایک چیلنج یہ بھی تھا کہ آن لائن نظامِ تعلیم کے مطابق اُردو کا نصاب مرتب کر کے اساتذہ کو مہیا کیا جائے تاکہ تعلیمی عمل میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔ آن لائن کا مقصد یہی ہے کہ تعلیم کا جو فقدان پیدا ہو گیا اس کو دُور کیا جائے۔ فاصلاتی نظامِ تعلیم کے ذریعے اُردو زبان کی ترویج تو کافی پرانی ہے لیکن آن لائن کے ذریعے اُردو کی تدریس چند سال پہلے شروع ہوئی۔ وائس میل ،ای میل ،انٹر نیٹ وغیرہ کی وجہ سے تعلیم و تعلم میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی۔ ڈاکٹر سلیمان اطہر نے "ثانوی زبان کی حیثیت سے اُردو کی تدریس" میں اُردو تدریس کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

> "اُردو کی ثانوی زبان کی حیثیت سے موثر تدریس کے لیے قومی سطح پر کوئی قابلِ عمل باقاعدہ منصوبہ بندی نہیں کی گئی اور نہ ہی کسی قسم کے ٹھوس عملی اقدامات کیے گئے ہیں۔ شہری و دیہاتی ، ذہین و کند ذہن ، تندرست و ابنارمل طلبا و طالبات کے لیے اُردو زبان کا ہمیشہ یکساں نصاب مرتب کیا جاتا ہے۔"[۶]

اُردو زبان کی آن لائن تدریس کے لیے اساتذہ اور طلبہ دونوں کا انفارمیشن ٹیکنالوجی سے واقفیت ضروری ہے۔ آن لائن کلاس کے لیے جن ایپلی کیشنز کو استعمال میں لایا جاتا ہے ، اُردو تدریس میں بھی ان ایپلی کیشنز کے ذریعے طلبہ کو اسی انداز میں پڑھانے کے لیے استاد کے پاس اتنی قابلیت ہونی چاہیے کہ وہ سافٹ ویئر میں اُردو لیکچرز ڈیزائن کر سکے اور بوقت ضرورت طلبہ کو بھیج سکیں۔ اُردو تدریس کی ابتدا سے پہلے کچھ چیزوں کا

خیال رکھنا ضروری ہے جس میں لرننگ مینجمنٹ سسٹم، تربیتِ اساتذہ، نصاب سے متعلق مواد کی فراہمی، ٹیکنالوجی سے متعلق تمام ضروریات، تعلیمی مواد اور انٹرنیٹ تک با آسان اور بلا تعطل رسائی ممکن ہونی چاہیے۔

عصرِ حاضر میں کمپیوٹر کا استعمال زندگی کا ایک اہم حصّہ بن گیا ہے۔فاصلاتی نظامِ تعلیم کی جدت کو آن لائن نظامِ تعلیم کہا جاتا ہے۔ آن لائن تعلیم کی مدد سے اُردو کی تعلیم ہر سطح پر دی جاسکتی ہے۔اس نظامِ تعلیم کے فروغ کے لیے کمپیوٹر، انٹرنیٹ کا استعمال، سائبر اسپیس اور ویب سائٹس کا علم ہر کسی کو ہونا چاہیے اور اس کے لیے تعلیمی اداروں کو کورس کرانے چاہیے۔

سائبر اسپیس میں ان پیج اُردو(In page Urdu) میں فائل کے اندر مکمل ڈیٹا(Data) رکھ سکتے ہیں۔ کمپیوٹر سکرین پر دکھانے کے لیے اسے یونی کوڈ میں تبدیل کرنا ہوتا ہے۔اس کے علاوہ اس کو یونی کوڈ فونٹ(Font) میں ٹائپ کرنا ہوتا ہے۔ آن لائن تعلیم میں اُردو کی ورک شیٹ یا فائل کو کسی دوسرے کو بھیجیں تو اکثر ان کا فونٹ یعنی لکھائی تبدیل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے پڑھی نہیں جاسکتی اس کا حل یہ نکالا گیا کے e-book جس کو انٹرنیٹ کی زبان میں P-D-F کہا جاتا ہے میں تبدیل کیا جاتا ہے۔اس طرح فونٹ کی تبدیلی کی پریشانی دور ہو جاتی ہے۔اُردو کے خط کے بارے میں جاننے کے لیے ان خطوط(فونٹس) کا جاننا ضروری ہے کہ کس طرح اُردو زبان قدم بہ قدم ترقی کے منازل طے کرتی رہی ہے۔

پہلے زمانے میں ٹائپ رائٹر سے خطِ نستعلیق میں ٹائپ کرتے تھے جو کہ مناسب نہیں تھی پھر خطِ نسخ میں طباعت کی جانے لگی جو کہ طباعت کے لیے بہتر تھی۔ کمپیوٹر ایجاد ہوا تو اس کی زبان انگریزی تھی اب کمپیوٹر میں بھی اُردو کی کتابت کا سوچا گیا لیکن یہاں پر بھی وہی مسائل درپیش آئے جو ٹائپ رائٹر میں پیش آئے تھے۔ پاکستان میں خطِ نستعلیق میں لکھائی کی جاتی ہے جب کہ عربی اور ایرانی خط نسخ میں لکھائی کرتے ہیں اس وجہ سے اُنھوں نے جلدی کمپیوٹر پر کام کرنا شروع کر دیا جب کہ پاکستانی خطِ نستعلیق کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور اسی کو اپنائے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے کمپیوٹر پر ٹائپ کرنے میں پریشانی آرہی ہے۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ

اُردو حروف کی تعداددن بدن تبدیل ہو رہی ہے۔مثلاً بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں اس کی تعداد تبدیل ہوتی رہی۔

بابائے اُردو مولوی عبدالحق نے "ہائیہ آوازوں (بھ، پھ، تھ وغیرہ)جو کہ ۱۵ ہیں اور حروف تہجی ۳۸ ان سب کو ملا کر ان کی تعداد ترپین (۵۳) بتائی ہے۔اُردو کے لغت بورڈ میں شان الحق حقی کے مطابق بھی حروف تہجی کی تعداد ۵۳ ہی طے کی ہے، لیکن اب دور جدید میں کمپیوٹر کے آنے کی وجہ سے مشینی کتابت میں نون غنہ کامسئلہ ہوا مقتدرہ قومی زبان کے صدر افتخار عارف کی زیرِ صدارت کمیٹی میں ڈاکٹر رؤف پارک نے اس مسئلے کا حل یہ نکالا کہ نون غنہ بھی ایک حرف ہے اس لیے حروفِ تہجی کی اب تعداد ۵۴ ہے۔ایک کلیدی تختے کی مدد سے عالمی سطح پر اُردو کے حروفِ تہجی کی تعداد ۵۴ ہو گئی ہے۔[۷]

اُردو کے ۵۴ حروف پھر ان میں سے چند حروف کی آگے سے مزید دو، تین یا چار اشکال پائی جاتی ہیں مثلاً "غ" کی مزید تین شکلیں ہیں۔ اعراب والے الفاظ، جب حروف کی تعداد بڑھتی ہے تو حروف اوپر کی طرف اٹھتے ہیں مثلاً "م" حرف "ح" کے ساتھ آئے تو ایک جگہ نیچے کی طرف اور ایک جگہ اوپر کی طرف اٹھتا ہے۔ان سب کو ملایا جائے تو ان کی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو کے لگ بھگ ہو جاتی ہیں۔اب چوں کہ کمپیوٹر انگریزوں کی ایجاد ہے تو اس کا "کی (key) بورڈ" انگریزی حروف کے مطابق بنا ہوا ہے اس طرح اُردو کے حروف کی تعداد انگریزی کے حروف سے چار گنا زیادہ ہیں یہ بہت بڑی مشکل ہے جس کا سامنا کمپیوٹر پر اُردو کی لکھائی کرتے ہوئے کرنا پڑتا ہے۔کمپیوٹر کی ضابطہ تختی میں حروفِ تہجی کی تعداد پوری نہیں ہوتی اس کے علاوہ عمومی علامات کی بھی بھرمار ہے مثلاً "مد، دو چشمی ھ، زیر، زبر، پیش وغیرہ"۔ کمپیوٹر میں اُردو زبان کے استعمال کے لیے کسی مخصوص نظام کی ضرورت تھی۔ کمپیوٹر میں اُردو کے استعمال کے بہت تکنیکی مسائل کا سامنا کرنا پڑا جس پر ماہرین اور اہل علم نے ان تکنیکی مسائل کا حل نکالنے کے لئے کوشش کی ہیں لیکن اس کا سہرا احمد مرزا جمیل کے سر پر ہے جنھوں نے اپنی اَن تھک محنت سے اُردو نستعلیق کو کمپیوٹر میں رائج کیا۔

نوری نستعلیق کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ:

"۱۹۸۱ء میں نوری نستعلیق، کمپیوٹر سے اُردو کتابت کا طریقہ ایجاد ہوا۔ اس کا سہرا احمد مرزا جمیل (تمغۂ امتیاز) کے سر ہے۔ اس طریقے سے فنِ خطاطی کے ماہرین اور اساتذہ کے اسالیب کتابت میں مختلف (Pattern) بھی کمپیوٹر میں محفوظ کیے جا سکتے ہیں۔"(۸)

اُردو زبان کا کمپیوٹرائزڈ فونٹ "نوری نستعلیق" احمد مرزا جمیل کی ہی کاوش ہے یہ ان کا ہم سب پر احسانِ اعظیم ہے۔ جس کی وجہ سے کمپیوٹر پر اُردو کمپوزنگ شروع ہوئی۔ یہ فونٹ ان پیج میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا نام احمد مرزا نے اپنے والد صاحب کے نام پر "نوری نستعلیق" رکھا۔ ان کے والد کا نام نور احمد تھا۔

ان پیج اُردو:

دُنیا کا سب سے بہتر اُردو کا سافٹ ویئر "ان پیج اُردو" ہے۔ جو دائیں سے بائیں جانب لکھی جانے والی زبانیں ہیں مثلاً عربی، فارسی، سندھی وغیرہ کی نشر و اشاعت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ۱۹۹۴ء میں اس کا سب سے پہلا نسخہ جاری ہوا جسے بھارت کے راربند سنگھ اور وجے گپتا کی سربراہی میں برطانوی کمپنی کے ساتھ مل کر تیار کیا۔ ان پیج اُردو کے نوری نستعلیق خط میں لکھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ان پیج اُردو کے علاوہ بھی سافٹ ویئر ہیں لیکن ان پیج اُردو کا سافٹ ویئر سب سے بہتر ہے۔ اس کی وجہ سے جدید ٹیکنالوجی کے مطابق اُردو بھی دوسری زبانوں کی طرح ترقی کر رہی ہے۔ ان پیج اُردو پر جو دستاویزات (متن) کو میل کریں یا کسی دوسرے انٹرنیٹ میں بھیجیں وہ اسی ورژن میں کھلتی ہے ان دستاویزات کو پی ڈی ایف میں بھی آسانی سے تبدیل کر سکتے ہیں۔ پہلے ان پیج اُردو میں گنتی کا نمبر اُلٹا ٹائپ ہوتا تھا لیکن اب یہ یونی کوڈ میں شامل ہو گیا ہے اب یونی کوڈ کے مطابق کی بورڈ بنایا گیا ہے۔ ان پیج اُردو سافٹ ویئر کے علاوہ اور بھی اُردو کے سافٹ ویئر بنائے گے مثلاً "شاہکار، صدف، اُردو ورڈ پروسیسرز، سرخاب وغیرہ۔

یونی کوڈ(یک رمزی)

۱۹۸۷ء کو لی کولین، جو بیکر اور مارک ویوز نے یونی کورڈ کو شروع کیا اس کا مقصد مختلف زبانوں کا ایک ہی سافٹ ویئر کمپیوٹر میں استعمال کیا جاسکے۔ یونی کوڈ سے پہلے "آسکی(ASCI) اور آنسی(ANSI)" تھے۔ ان سسٹمز میں کافی مسائل تھے یعنی مختلف زبانوں کے حروف اور علامتیں کم اور زیادہ ہوتی ہیں جو کسی ایک کمپنی کے اینکوڈنگ سسٹم میں تو پوری ہو سکتی ہے پر دوسری کمپنی کے کمپیوٹر پر اس کی اہلیت نہیں۔ ان مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے یونی کوڈ کا سسٹم بنایا گیا۔ اس میں دُنیا کی کوئی بھی زبان ہو، کوئی بھی آپریٹنگ سسٹم ہو یونی کوڈ کے استعمال سے آسانی سے فائلز کسی بھی سسٹم میں بھیج سکتے ہیں۔ یونی کوڈ کی ایجاد سے اُردو زبان کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ یونی کوڈ کے استعمال سے اُردو کسی بھی پروگرام مثلاً "ایم ایس ورڈ، ایم ایس پاور پوائنٹ، نوٹ پیڈ وغیرہ پر ٹائپنگ کر سکیں گے۔ ان دستاویزات کو کسی بھی کمپیوٹر میں بھیجیں وہاں اس کو آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔ اس کو براہ راست کسی بھی ویب سائٹ میں ای میل کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ یونی کوڈ کی وجہ سے اُردو فونٹ کا استعمال کر کے ویب پیج بنا سکتے ہیں۔ کسی بھی علاقے میں بیٹھ کر ویب سائٹ کی مدد سے متن کو سرچ کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یونی کوڈ کے ایم ایس ورڈ میں اُردو اسپیل چیکر یعنی املا کی اغلاط کی نشان دہی کر سکتے ہیں۔ یونی کوڈ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کے آن لائن کے دوران چیٹ (Chat) براہ راست اُردو میں ٹائپ کر کے بات کر سکتے ہیں۔ ایک مسئلہ ہے کہ پاکستان میں نوری نستعلیق کا فونٹ استعمال کیا جاتا ہے جب کہ نسخ فونٹ ہر جگہ استعمال ہو رہا ہے نوری نستعلیق یونی کوڈ میں وہ جگہ نہیں بنا سکی جو نسخ کی ہے۔ اب باقی اُردو کے فونٹس کا ذکر کرتے ہیں کہ اُردو میں کون کون سے فونٹس کمپیوٹر پر استعمال ہوتے ہیں۔

علوی نستعلیق:

نوری نستعلیق بارش کا پہلا قطرہ تھا جس نے اُردو زبان کو کمپیوٹر میں متعارف کروایا تھا۔ پشاور کے امجد حسین علوی نے ۲ نومبر ۲۰۰۸ء میں علوی نستعلیق کو متعارف کروا کر نیا راستہ کھولا ہے۔ جتنے بھی اُردو کے فونٹس ہیں وہ یونی کوڈ میں مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوئے تھے لیکن علوی نستعلیق فونٹ یونی کوڈ میں مکمل کامیاب ہو گیا ہے۔

"علوی نستعلیق فونٹ کا اجرا۲۰۰۸ء میں ہوا۔اس کے خالق پشاور سے تعلق رکھنے والے شمارندی سائنسدان امجد حسین علوی ہیں۔امجد حسین علوی اس سے قبل بھی برصغیر پاک وہند میں رائج قرآنی رسم الخط پر مبنی کچھ فونٹ بنا چکے ہیں جن میں سے "المصحف "فونٹ نمایاں ہے۔"(۹)

یہ فونٹ امجد علوی نے مفت ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے ونڈوز میں مہیا کر دیا ہے۔

جمیل نوری نستعلیق:

جمیل نوری نستعلیق کا اجرا بھی ۲۰۰۸ء میں ہوا یہ ان پیج میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔اس فونٹ کو ایم ایس ونڈوز، لینکس اور فائر فاکس پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔اس کو انٹر نیٹ اور ویب سائٹ پر آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں۔

تاج نستعلیق:

شاکر القادری نے ۹نومبر ۲۰۱۲ء میں القلم تاج نستعلیق فونٹ کا اجرا کیا۔شاکر القادری اٹک کے رہنے والے ہیں وہ علوی نستعلیق سے کافی متاثر تھے۔اس لیے انھوں نے القلم تاج نستعلیق فونٹ بنایا۔

"القلم تاج نستعلیق کے خالق سید شاکر القادری ہیں۔۲۸۰۰۰ترسیمہ جات پر مبنی القلم تاج نستعلیق ۹نومبر ۲۰۱۲ءکو ریلیز کیا گیا۔القلم ڈاٹ آرگ اس سے قبل بھی بہت سے یونی کوڈ فونٹس فراہم کر چکی ہے۔مگر القلم تاج نستعلیق کی تخلیق کمپیوٹر ٹائپو گرافی میں ایک انقلابی سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔"(۱۰)

ان فونٹس کے علاوہ جن فونٹس پر کمپیوٹر پر کام ہو رہا ہے ان میں جو مشہور ہیں ان کے نام یہ ہیں پاک نستعلیق، نفیس نسخ، نفیس پاکستانی نسخ، نفیس ویب نسخ، وغیرہ، یہ سب فونٹس ویب سائٹس پر استعمال ہو رہے ہیں۔
اسکولوں یا تعلیمی اداروں میں اُردو زبان کو سکھانے کے حوالے سے اُردو ٹائپنگ کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی ہے

۔اُردو ٹائپنگ کے حوالے سے زیادہ تر اُردو کے اساتذہ کمپیوٹر کا استعمال نہیں جانتے۔باقی مضامین کے اساتذہ اپنے مضمون سے متعلق کمپیوٹر پر کام کرنے میں دل چسپی رکھتے ہیں لیکن جب دُنیا میں کووڈ۱۹ کی وجہ سے تمام تعلیمی ادارے بند ہوئے اور تعلیم کو جاری رکھنے کے لیے آن لائن طریقہ تدریس اختیار کیا گیا کہ گھر بیٹھے ہوئے طلبہ کو پڑھایا جائے۔طلبہ کا وقت ضائع نہ ہو اور تعلیم بھی جاری رہے۔ابتدائی جماعتوں سے لے کر یونی ورسٹی تک کے طلبہ کی تعلیم رُک گئی تھی۔اس صورت میں اداروں نے آن لائن تدریس کا آغاز کیا۔آن لائن تدریس میں انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کا کردار اہم ہے،اسی کی مدد سے گھر گھر تعلیم کو پہنچایا گیا۔ہمارے ملک میں تین قسم کے تعلیمی ادارے کام کرتے ہیں۔پہلی قسم کے ادارے سرکاری ہیں۔ملک کے دُور دراز علاقوں میں سب سے زیادہ سرکاری اسکول،کالج اور یونی ورسٹیز ہیں۔دوسری قسم نیم سرکاری اداروں کی ہے تیسرے نجی اسکول،کالجز اور یونی ورسٹیز ہیں۔ان سب نے اپنے اپنے طریقے اور وسائل کے مطابق تدریس کا عمل جاری رکھا۔ان اداروں کو آن لائن تدریس کے دوران کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ان مسائل سے بچنے کے لیے تمام تعلیمی اداروں کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالنا پڑا۔آئے دن دُنیا میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں اس لیے تعلیمی نظام میں بھی لچک ہونی چاہیے کہ جیسے بھی حالات ہوں تعلیم کا سلسلہ نہ رکے اور طلباء کے وقت کا ضیاع نہ ہو۔

اس مقالے کا مقصد بھی یہی ہے کہ جو مشکلات اور پریشانیاں کووڈ۱۹ کے دنوں میں اداروں،اساتذہ،طلبہ اور والدین کو دیکھنی پڑی ہیں اس کا تجزیہ کیا جائے تا کہ اگر آئندہ کے لیے ایسی صورت حال کا سامنا ہو تو تعلیمی نظام کو کیسے جاری رکھنا ہے۔ہمارے ملک میں تعلیمی نظام کی مختلف اقسام ہیں مثلاً مدارس،اسلامی تعلیمی نظام،سرکاری تعلیمی ادارے،نجی تعلیمی ادارے،نیم سرکاری تعلیمی ادارے وغیرہ۔میں نے اپنے موضوع کی مناسبت سے سروے کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے ان مختلف تعلیمی اداروں کا معائنہ کر کے آن لائن اُردو تدریس کے دوران پیش آنے والی مشکلات اور مسائل کا جائزہ لے کر پیش کیا ہے تا کہ ان مسائل کا تدارک اور حل کی سفارشات مرتب کی جا سکیں۔

حوالہ جات

۱۔ضیاءالرحمٰن صدیقی،ڈاکٹر،اردو کا فاصلاتی نظام تعلیم،انجمن ترقی اردو،دہلی،۲۰۱۳ء،ص ۱۶

۲۔ضیاءالرحمٰن صدیقی،ڈاکٹر،اردو کا فاصلاتی نظام تعلیم،ص ۱۷

۳۔سید سلیمان اختر،الیکٹرونک میڈیا کی تاریخ،کتابی دنیا،دہلی،۲۰۱۰ء،ص ۲۵۰

۴۔Cochrane Kerry , The Internet, New York, Frankin watts, 1995, p 5

۵۔محمد کامران،ڈاکٹر،آن لائن تنقید اور انگریزی متراجم،کلاسیکی اردو شاعری،ماورا پبلیشرز،لاہور،۲۰۱۵ء،ص ۲۰

۶۔ سلیمان اطہر،ڈاکٹر،ثانوی زبان کی حیثیت سے اُردو کی تدریس، مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد،
۲۰۱۲ء،ص ۲۰۱

۷۔رؤف پارک،ڈاکٹر،اُردو شفارشات املا،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد،۲۰۲۱ء

۸۔بشیر محمود اختر،اردو رسم الخط،(انتخاب مقالات)مقتدرہ قومی زبان،۱۹۸۹ء،ص ۱۱

۹۔ریحان کوثر،اردو کمپیوٹنگ،الفاظ پبلی کیشن،کامٹی(مہاراشٹر)،۲۰۱۷ء،ص ۴۷

۱۰۔ریحان کوثر،اردو کمپیوٹنگ،الفاظ پبلی کیشن،کامٹی(مہاراشٹر)،۲۰۱۷ء،ص ۵۲

باب دوم:

سرکاری تعلیمی اداروں میں آن لائن اُردو تدریس، مسائل وامکانات

سرکاری ادارے کا مطلب ہے وہ ادارے جن کو سرکار یا ریاست چلا رہی ہو۔ محکمہ تعلیم میں تمام تعلیمی پالیساں بنائی جاتی ہیں۔ ریاست ان اداروں کو فنڈ دیتی ہے۔ ہر ملک کے اندر قومی یا سرکاری تعلیمی ادارے ہوتے ہیں جس میں معاشرے کے ہر طبقے کے لوگ داخلہ لیتے ہیں اور تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان اداروں کی فیس بہت کم ہوتی ہے تاکہ ہر غریب اور متوسط طبقے کے لوگ آسانی سے ادا کر سکیں۔ ان تعلیمی اداروں میں نصاب ایک ہی طرح کا ہوتا ہے۔ اگرچہ پاکستان میں طبقاتی نظامِ تعلیم رائج ہے مثلاً امیر لوگوں کے لیے تعلیمی ادارے الگ غریبوں کے لیے الگ۔ اسی طرح ہر اسکول کا نصاب بھی ویسا ہی ہوتا ہے جیسا تعلیمی ادارہ ہو۔ پاکستان کے صوبوں، قصبوں، شہروں میں یکساں تعلیمی نظام نظر نہیں آتا۔ بڑے بڑے عہدوں پر فائز آفیسرز، جرنیل، جاگیر دار، اعلیٰ کاروباری شخصیات کے بچے سرکاری اسکولوں میں نہیں پڑھتے وہ صرف انگریزی میڈیم نجی تعلیمی اداروں کا انتخاب کرتے ہیں۔ مثلاً کانوینٹ اسکول، ڈیفینس ایجوکیشن سسٹم، آرمی پبلک اسکول، ائیر بیس اسکول، روٹس، بیکن اسکول وغیرہ جن کی فیس عام غریب اور متوسط طبقے کے لوگ برداشت نہیں کر سکتے۔ ان اشرافیہ کی نقالی کرتے ہوئے چند سفید پوش قسم کے لوگ اپنے بچوں کو نجی انگلش میڈیم اسکولوں میں بھاری واجبات ادا کر کے تعلیم دلواتے ہیں اور غریب لوگ اپنے بچوں کو سرکاری اسکولوں میں تعلیم دلواتے ہیں۔

زیادہ تر سرکاری تعلیمی ادارے اُردو میڈیم ہوتے ہیں ان میں تمام مضامین اُردو میں پڑھائے جاتے ہیں صرف انگریزی کا مضمون انگریزی میں ہوتا ہے باقی مضامین سائنس، حساب، مطالعہ پاکستان وغیرہ سب اُردو زبان میں ہوتے ہیں لیکن مختلف صوبوں میں نصاب ان کی اپنی علاقائی زبان میں بھی ہوتا ہے جیسے صوبہ سندھ میں سندھی زبان میں تمام مضامین ہوتے ہیں اُردو اور انگریزی دوسری زبان میں ہوتے ہیں اسی طرح صوبہ خیبر پختون خواہ میں بھی یہی صورتِ حال ہے، چند اسکول و کالجز اُردو میڈیم ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ادارے ملک کے ہر علاقے میں بنائے جاتے ہیں یعنی دُور دراز علاقوں میں، پہاڑی علاقوں میں، میدانی علاقوں میں وغیرہ۔ کئی سرکاری اسکول اور کالج کے پاس عمارت بھی نہیں ہے۔ اکثر بچے زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل

کرتے ہیں۔اِن تعلیمی اداروں میں طلبہ کی کافی تعداد ہوتی ہے پر اُستاد بہت کم ہیں۔کچھ اسکول ایک کمرے کے ہیں جن میں طلبہ ۱۰۰ کے لگ بھگ ہیں تو استاد ایک ہو گا جو سارے مضامین پڑھا رہا ہوتا ہے۔پاکستانی سرکاری تعلیمی ادارے کچھ اس طرح کام کر رہے ہیں۔ملک میں چار صوبے ہیں تو چاروں صوبوں میں مقامی زبان میں تدریس دی جاتی ہے ساتھ قومی زبان پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔نصاب اس علاقے کے مطابق ترتیب دیا جاتا ہے۔ملک کے ہر کونے میں سرکاری اسکول ضرور بنائے جاتے ہیں تاکہ بچوں کو گھر کے قریب آسانی سے ان تک رسائی ہو۔سرکار تعلیم کے لیے بجٹ کا کچھ حصّہ مختص کرتی ہے جس میں ان سرکاری اداروں کی عمارت، اساتذہ کی تنخواہ،ان اساتذہ کی ریٹائرمنٹ کے بعد ان کی پنشن، سائنس کی لیب، فرنیچر،اسکول میں نچلے طبقے کے لوگوں کی تنخواہیں،سٹیشنری وغیرہ کے اخراجات مختص کیے جاتے ہیں۔ تعلیمی اداروں کے اخراجات پورے کرنے کے لیے تعلیمی بجٹ میں اضافہ وقت کی ضرورت ہے تاکہ وقت کے تقاضے کے مطابق تعلیمی سلسلہ آگے بڑھایا جائے۔سرکاری تعلیمی اداروں میں ان تمام پسماندہ طبقوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے کیوں کہ ہمارے ملک میں سب سے زیادہ پسماندہ طبقہ ہے اس کو سہولت دی جاتی ہے ۔ بہت سے گھرانے بچوں کو ابتدائی تعلیم بھی نہیں دلوا سکتے۔اس وجہ سے سرکاری اسکولوں،کالجوں اور یونی ورسٹیوں میں کوشش کی جاتی ہے کہ متوسط طبقے کے لوگ آسانی سے تعلیم سے بحرہ مند ہوں۔ان اداروں کی فیس بھی نہایت مناسب ہوتی ہے۔جدید دور کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں اس کے مطابق نصاب ترتیب دیا جاتا ہے۔آج کل کی تدریس میں کمپیوٹر کو بطورِ مضمون شامل کیا گیا ہے لیکن سرکاری اسکول کے مختصر بجٹ کی وجہ سے پورے ملک کے دور دراز کے علاقوں میں کمپیوٹر کی سہولت موجود نہیں ہے اور اس کمی کا اندازہ اس وقت ہوا جب کرونا وبا کے وقت اسکول،کالج اور تمام تعلیمی ادارے بند ہو گئے اور تدریس آن لائن پڑھانے میں تبدیل ہو گئی۔شہری علاقوں میں تو انٹرنیٹ کی سہولت موجود ہوتی ہے لیکن دیہی اور دُور دراز کے علاقوں میں انٹرنیٹ کا مسئلہ پیش آتا ہے جس کی وجہ سے ان علاقوں میں تدریس کا عمل سُست روی کا شکار ہو جاتا ہے۔کمپیوٹر کی بھی تعلیم عام نہیں ہے۔

الف: سرکاری تعلیمی اداروں میں آن لائن تعلیم کا معیار

آن لائن نظامِ تعلیم کو اختیار کرنے میں نجی اور نیم سرکاری تعلیمی اداروں نے کوشش کی ہیں۔ چوں کہ نجی اداروں میں وسائل کی فراہمی کا مسئلہ بہت زیادہ نہیں ہوتا۔ مگر سرکاری اداروں میں محدود بجٹ کی وجہ سے جدید آلات کی فراہمی کا فقدان ہوتا ہے۔ سرکاری اداروں میں آن لائن تدریس کے لیے کمپیوٹر لیبز نہ ہونے کے برابر ہیں۔ انٹرنیٹ کنکشن کی دستیابی، اساتذہ کی تربیت اور سافٹ تعلیمی مواد کی کم یابی بھی سرکاری تعلیمی اداروں میں پائی جاتی ہے۔

سرکاری تعلیمی اداروں کے قیام میں اس بات کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے کہ ملک کے تمام علاقوں میں یکساں تعلیم کا فروغ ممکن ہو سکے۔ سرکاری تعلیمی اداروں کے پاس محدود بجٹ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے وہ اسی بجٹ کے اندر رہتے ہوئے ملک کے تمام علاقوں میں تعلیمی مراکز کا انتظام کرتے ہیں تاکہ وہاں کے مقامی لوگ تعلیم سے منسلک رہیں۔ لیکن اس محدود بجٹ میں جدید ٹیکنالوجی کا انتظام کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ کسی بھی ناگہانی آفت سے نمٹنے کے لیے بھی طے شدہ طریقہ کار پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ حالیہ وبا (کرونا) کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے حکومت نے آن لائن تعلیم دینے کی ہدایات جاری کی تو سرکاری تعلیمی اداروں کے لیے سب سے بڑا چیلنج اس سرگرمی کو اختیار کرنے میں وسائل کی فراہمی کا تھا اس سلسلے میں اساتذہ کے لیے سب سے بڑا مسئلہ تربیت کے فقدان کا تھا۔ تعلیمی مواد کی عدم دستیابی اور انٹرنیٹ سہولت کی موجودگی بھی ایک سوالیہ نشان بن گئی تھی۔

اگرچہ سرکاری تعلیمی اداروں میں وسائل کی کمی کی وجہ سے آن لائن تدریس کا مناسب بندوبست نہیں کیا جاسکا۔ اساتذہ کسی حد تک آن لائن تعلیم کو اختیار کرنے کی طرف توجہ کرتے ہیں مگر اس میں خاطر خواہ نتائج پیدا کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ آن لائن تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ کسی تعلیمی سافٹ ویئر کو استعمال کیا جائے، جہاں فیس ٹو فیس کی طرح پورا وقت کلاس ہو سکے۔ پاکستان میں ابھی تک کچھ علاقوں میں والدین کے پاس کمپیوٹر تو کُجا موبائل کی سہولت بھی میسر نہیں ہے۔ گھر میں کسی ایک کے پاس موبائل ہے یا کہیں کہیں صرف لینڈ لائن فون کی سہولت ہے۔

آن لائن تدریس کے لیے حکومتی ہدایات کے مطابق ٹی وی پر مختلف مضامین کے پروگرام ریکارڈ کر کے نشر کیے جاتے رہے ہیں۔ صبح سے شام تک ہر عمر کے مطابق اور جماعت کے مطابق گھنٹے گھنٹے کے پروگرام چلائے جاتے رہے ہیں جس میں مختلف مضامین کے اساتذہ آکر بچوں کو مختلف مضامین پڑھاتے رہے۔ یہ ایک منفرد قسم کا کام سرکاری سطح پر کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ نے اپنے حساب سے بچوں کے لیے ایک ورچوئل اسکول کا بھی اہتمام کیا ہے جسے کافی لوگوں نے سراہا ہے۔ اتنے کم عرصے میں حکومت کا یہ بڑا اقدام تھا۔

جہاں گورنمنٹ کے اس اقدام کو سراہا گیا ہے وہاں تنقید بھی کی گئی ہے کہ اس سے کیا فائدہ ہوا کیوں کہ طلبہ شوق سے پڑھنے کے لیے بیٹھتے ہی نہیں ہیں۔ حالاں کہ ٹیکنالوجی سے ناخواندہ خاندان کے بچے اسکول جاتے ہیں اساتذہ سے پڑھتے ہیں، مگر گھر میں کوئی فرد ایسا نہیں جس سے سیکھ سکیں۔ پھر ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ایسے بچوں کو گھر کا کام کروانے والا کوئی نہیں ہوتا، چناں چہ آن لائن تعلیم میں اُنھیں گھر میں کوئی سہولت حاصل نہیں ہوئی۔ ایسے بچوں کے لیے روبرو تعلیم یا آن لائن تعلیم کا موثر انتظام ہوتا تو ہی وہ کچھ سیکھ سکتے۔

اُردو کی آن لائن تدریس میں بھی سرکاری اساتذہ کو پیش آنے والے مسائل میں ایک اہم بات ان کی تربیت کا نہ ہونا ہے۔ طلبہ بھی اس قسم کی سرگرمی سے ناآشنا ہیں۔ اساتذہ کے پاس، پہلے سے کسی قسم کا تعلیمی مواد نہیں ہے۔ انٹرنیٹ کی سہولیات بھی ہر جگہ یکساں نہیں ہیں۔ جن مضامین کا مواد انگریزی میں میسر ہے، ان کی تدریس میں کسی حد تک آسانی رہتی ہے۔ مگر اُردو ٹائپنگ، مواد کی تیاری اور پیشکش میں کمی کی وجہ سے سرکاری تعلیمی اداروں میں اُردو کی آن لائن تدریس کئی مسائل کا شکار رہتی ہے۔

ب: آن لائن اُردو تدریس کے امتحانات کے مسائل

اسکولوں میں ہر تین مہینے، چھ مہینے اور سال کے بعد امتحانات لیے جاتے ہیں۔ یہ ہر سرکاری، نیم سرکاری اور نجی اسکول سب کا طریقہ ہے۔ امتحان طلبہ کی قابلیت اور ذہانت جانچنے کا ایک ذریعہ ہے۔

ڈاکٹر ریاض احمد نے ''اُردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے'' میں لکھا ہے کہ:

> ''تعلیمی و تدریسی امور میں آزمائش کی پیائش اور جانچ کو نہایت ضروری سمجھا جاتا ہے۔ طلبا کی آموزش کی جانچ کرنا اور اس جانچ کی بنیاد پر تعین قدر کر کے ترقی دینا یا دوسرے درجے میں آگے بڑھانا طلبا کے لیے ہی نہیں بلکہ اساتذہ اور والدین کے لیے بھی نہایت ضروری ہے۔ اگر ہم یہ کہیں تو بے جا نہ ہو گا کہ اوّل تا آخر جماعتوں اور ساری تعلیمی سرگرمیوں کا انحصار تعین قدر اور جانچ پر ہے۔''(۱)

جب کرونا کی وجہ سے سب تعلیمی ادارے بند ہو گئے تو تعلیمی سرگرمی کچھ عرصہ کے لیے موقوف ہو گئی۔ تدریسی عمل نہ ہونے کی وجہ سے طلبہ کو بہت مشکلات ہوئیں۔ سرکاری اسکولوں نے تدریس کا عمل اس طرح جاری رکھا کہ طلبہ کو ہفتے میں ایک دن بلاتے تھے اسی طرح اُنھوں نے طلبہ کو اسکولوں میں ہی بُلا کر امتحانات لیے، ان کے امتحانات تو ہوئے لیکن اساتذہ کا کہنا ہے کہ بچوں نے اس طرح پڑھا ہی نہیں جس طرح وہ اسکول میں آکر پڑھتے ہیں۔ اس طرح اُنھوں نے پڑھائی نہیں کی اس لیے ان کے امتحانات بہت برے ہوئے ہیں۔ طلبہ کا ان دو سالوں میں تعلیم کا معیار ناگفتہ بہ ہو گیا ہے۔ اساتذہ نے کہا کہ طلبہ دوسرے مضامین میں پھر بھی کچھ نا کچھ بہتر ہیں لیکن اُردو میں طلبہ کے حالات بہت ہی برے ہیں کیوں کہ پڑھائی، لکھائی، املا اور قواعد سب میں بے شمار غلطیاں ہیں۔ پہلے طلبہ کو ایک مخصوص نصاب دے دیا گیا اور اسی میں سے امتحان لیا گیا۔ زیادہ تر امتحانات اسکول و کالج میں ہی لیے گئے چند تعلیمی اداروں نے آن لائن امتحانات بھی لیے۔ اس کے لیے یہ طریقہ کار اختیار کیا گیا کہ طلبہ کو سوالات واٹس ایپ کے ذریعے بھیج دیے گئے اور طلبہ نے جوابات لکھ کر تصویریں کھینچ کر واپس اساتذہ کو بھیج دیئے اور اساتذہ نے نمبر لگا دیے۔ انھیں نمبروں کے مطابق نتیجہ دیا گیا۔ سرکاری اسکولوں کے سروے کے دوران ان باتوں کا اندازہ ہوا کہ اساتذہ اور طلبہ کو کتنی زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

۹۰فی صد اساتذہ کے مطابق طلبہ کی اُردو میں عدم دلچسپی کی ایک وجہ اُردو کے مضمون کو اہمیت نہ دینا ہے۔اُردو کے مضمون کو سمجھتے ہیں کہ اُردو بولتے ہیں،اس لیے آسان ہے، پڑھ لیں گے، لکھ لیں گے، امتحان پاس کر لیں گے اور دوسرے مضامین کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔کرونا کے دنوں میں بھی سب نے دوسرے مضامین کی پڑھائی پر زیادہ توجہ دی۔

سرکاری اسکولوں میں ۹۵ فی صد اساتذہ اور طلبہ کمپیوٹر کے علم سے واقف نہیں ہیں۔کرونا کے وقت تمام اسکول بند ہو گئے تھے اور تمام تعلیمی اداروں نے آن لائن تدریس شروع کر دی تھی لیکن یہ ملک کے ہر حصّے میں عملدرآمد نہیں ہو سکا کیوں کہ پاکستان کے بیشتر علاقوں میں انٹرنیٹ کا مسئلہ ہے۔اس کے علاوہ اساتذہ اور طلبہ کمپیوٹر کے علم سے بھی لاعلم ہیں۔

۶۰فی صد اساتذہ کی رائے ہے کہ اسکول بند ہونے کی وجہ سے طلبہ کو ہفتے میں ایک بار اسکول بلایا جاتا تھا تو اس میں بھی طلبہ غیر حاضر ہوتے تھے جس کی وجہ سے وہ کام یا سبق کو سمجھ نہیں سکتے تھے اور کام یا تو کرتے نہیں تھے یا جو کرتے تھے اس میں بے شمار غلطیاں کرتے تھے۔

۵۰فی صد اساتذہ کی رائے ہے کہ کرونا میں جو طلبہ دور دراز علاقوں میں رہتے ہیں تو وہ وہاں سے اسکول آنا اور ہر ہفتے آکر کام لینا اور دینا ان کے لیے مشکل ہے۔

۹۰فی صد اساتذہ کا خیال ہے کہ لوگوں کے پاس ایسے موبائل فون نہیں ہیں جن پر نیٹ چل سکے اس لیے آن لائن تعلیم نہیں دی جا سکتی سرکاری اسکول کے اساتذہ کے پاس بھی یہ سہولت نہیں ہے۔

سرکاری اسکول کے پاس محدود بجٹ ہوتا ہے اور اکثر اسکول پس ماندہ جگہوں پر ہوتے ہیں جہاں غریب لوگوں یا متوسط طبقے کے لوگوں کے بچے پڑھنے جاتے ہیں۔ایسے خاندانوں میں بچوں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے اور وسائل بھی کم ہوتے ہیں۔بعض گھروں میں ایک ہی فون ہوتا ہے جو سربراہ کے پاس ہونے کی وجہ

سے بچوں کو آن لائن پڑھنے میں دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں ۸۰ فی صد عوام غربت کی چکی میں پس رہے ہیں وہ یہ جدید سہولیات اپنے بچوں کو مہیا نہیں کر سکتے۔

ج: املا، رموزاو قاف، قواعد کے مسائل اور سہولیات

آن لائن تدریس کے دوران سب سے زیادہ مشکلات جن کا اساتذہ کو سامنا کرنا پڑا ہے ان میں املا، رموز او قاف، علامتیں یا اعراب، قواعد کے مسائل ہیں۔

میں نے جتنے بھی اساتذہ سے آن لائن مشکلات کے بارے میں پوچھا سب نے یہی بتایا کہ بچے املا کی بہت غلطیاں کرتے ہیں۔ اساتذہ نے بتایا کہ جماعت کے اندر تو طلبہ کی املا کی جانچ اسی وقت کر لی جاتی ہے اور غلطیاں درست کروا دی جاتی ہیں لیکن آن لائن تدریس میں طلبہ کی املا کی جانچ نہیں کی جاسکتی کیوں کہ طلبہ سامنے نہیں ہوتے۔ طلبہ پڑھائی کے وقت جو تلفظ اختیار کرتے ہیں اسی طرح لکھتے ہیں وہ حرف "ا/ع، ح/ھ/ہ، س/ص، ز/ذ/ض، ق/ک، ی/ے" ان سب حروف کی آوازوں میں مماثلت ہونے کی بنا پر املا میں غلطیاں کرتے ہیں۔ یہ اغلاط روبرو تو آسانی سے دیکھی جاسکتی ہیں پر آن لائن میں یہ ناممکن ہے گو کہ سرکاری اسکولوں میں طلبہ ایک ہفتہ کام لے جاتے اور دوسرے ہفتے دے جاتے تھے لیکن اساتذہ کو بہت مشکل پیش آئی ان کی جانچ کرنے میں کیوں کہ طلبہ کو وہ صرف کام بتا دیتے پڑھانے اور سمجھانے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ اسی وجہ سے املا کی بے شمار غلطیاں ہوتی ہیں۔

جس طرح املا کی اغلاط بے شمار ہوئیں اسی طرح رموزاو قاف کا استعمال نہ ہونے کے برابر تھا۔ رموزاو قاف کی مدد سے جملے کو صحیح طور پر سمجھنے میں سہولت ہوتی ہے۔ ان کا استعمال ازبس ضروری ہے اگر عبارت یا جملے میں ان کا استعمال نہ کیا جائے تو مفہوم کا تعین کرنے میں مشکل درپیش ہوتی ہے۔ رموزاو قاف کا غلط استعمال کرنے سے ہر عبارت پڑھنے والا اپنی مرضی کے مطابق مفہوم نکالے گا۔ مثلاً "ختمہ (۔)، سکتہ (،)، وقفہ (؛)، رابطہ (:)، قوسین ()، واوئین ("")، حکمِ ندائیہ/فجائیہ (!) وغیرہ۔ مثال کے طور پر "روکو مت جانے دو"۔ اور

"روکو! مت جانے دو"۔ ان دونوں جملوں کا مفہوم مختلف ہے جملہ ایک ہے پر علامت کا اضافہ کرنے سے مفہوم بدل گیا ہے۔ اس وجہ سے رموزاو قاف کا جملوں میں استعمال بہت کم ہو گیا ہے۔ آن لائن میں تو ناممکن ہو جاتا ہے کہ طلبہ جملوں کو لکھتے وقت رموزاو قاف کا خیال رکھیں۔ کہاں سکتہ لگتا ہے کہاں قوسین؟ سب بغیر رموزاو قاف کے ہی پیراگراف یا جوابات لکھتے رہے۔ اساتذہ نے بتایا کہ ان کو ان مسائل کا سامنا رہتا ہے۔ وہ علامتیں جن سے جملوں کے معنی کی وضاحت ہوتی ہے ان کا استعمال نہیں کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اعراب بھی زیر زبر سے معنی ہی بدل جاتا ہے جیسے "تِل اور تَل" وغیرہ اس لیے ضروری ہے کہ تحریر میں ان کا اہتمام کیا جائے۔ طلبہ کی خواندگی کے لیے ان کی بہت اہمیت ہے۔ ان سب کا خیال روبرو یعنی فیس ٹو فیس تو رکھا جا سکتا ہے کہ غلطی کی بروقت نشان دہی کی جا سکتی ہے پر آن لائن تدریس کے وقت ایسا نہیں ہو سکتا۔ تدریس کے دوران کسی بھی علامت یا اعراب کو ترک نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ انھی سے تلفظ اور مطلب سمجھ آتا ہے۔ کسی بھی زبان کی بناوٹ و ساخت میں قواعد کا عمل دخل ہوتا ہے۔ قواعد کی قدیم و جدید نظریات کے مطابق تعریف یہ ہے:

> "قواعد کے قدیم ترین نظریے کے مطابق "قواعد کسی زبان کے مسلمہ انشاپردازوں کی زبان سے عملی خبر وآگاہی کا نام ہے"۔ اس تعریف میں "مسلم انشاپردازوں کی زبان" یہ الفاظ زبان کی کسی منزل پر ٹھہراؤ کا پتہ دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس منزل پر پہنچنے سے پہلے زبان کے بندھے ٹکے اصول نہ تھے۔ جدید علم لسانیات میں قواعد اور زبان کے تعلق کو بالکل جدید نقطہ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ جدید ترین نظریے کے مطابق کسی زبان کے قواعد لازمی طور پر اس زبان کی تھیوری ہے۔"[۲]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قواعد زبان کی بنیاد ہوتے ہیں جن پر زبان کی پہچان بنتی ہے۔ قواعد کی بنیاد صرف و نحو پر ہے۔ قواعد میں اسم، فعل، فاعل، صفت، موصوف، مذکر، مونث وغیرہ یہ سب جملے کی ساخت بناتے ہیں اور

اس سے جملوں یا پیراگراف کا مطلب سمجھ آتا ہے اگر یہ صحیح طریقے سے نہ استعمال کیا جائے تو مطلب تبدیل ہو جاتا ہے یعنی مذکر کی جگہ مونث کا صیغہ لگا دیا جائے تو جملے کا معنی ہی تبدیل ہو جاتا ہے۔

کرونا کی وجہ سے جب اسکول بند ہو گئے اور تدریس کا عمل تعطل کا شکار ہو گیا۔ اس دوران میں جن مضامین کو پڑھانے میں مشکل پیش آئی ان میں سرفہرست اُردو ہے۔ اساتذہ کے مطابق اُردو پڑھنے سے طلبہ پہلے ہی بھاگتے ہیں طلبہ ان دنوں میں مزید اُردو سے دور ہو گئے۔ املا میں اغلاط کے ساتھ ساتھ قواعد کے رموز سے بھی ناواقف تھے۔ طلبہ جماعت میں مضمون یا کہانی وغیرہ لکھتے ہیں تو استاد اُسی وقت ان کی پیراگراف یا جملوں کی ترتیب کے اندر اغلاط کو درست کروا دیتے ہیں لیکن آن لائن تدریس کے دوران طلبہ نے اوّل تو لکھائی پر زیادہ توجہ ہی نہیں دی اور اگر کچھ لکھا تو اس میں بے حد غلطیاں ہوتیں ان کو اسی وقت ٹھیک نہیں کر سکتے تھے وقت کی کمی کی وجہ سے بھی استاد صحیح طریقے سے جانچ پرتال نہ کر سکے۔ آن لائن تدریس زیادہ تر سرکاری تعلیمی اداروں میں ہوئی ہی نہیں اور جن میں ہوئی وہ پورے ملک کے تعلیمی اداروں میں چند ہی تعلیمی ادارے ہیں یا پھر واٹس ایپ پر طلبہ کو کام دیا جاتا رہا زیادہ تر تدریس ان کی آن لائن ہوئی ہی نہیں۔

د: اساتذہ اور طلبہ کو درپیش مسائل و مشکلات

سرکاری اداروں میں اساتذہ اور طلبہ سے آن لائن تعلیم کے بارے میں پوچھے گئے سوالات کے مطابق ان کا سب سے بڑا مسئلہ جدید ٹیکنالوجی سے ناواقفیت کا ہے یعنی ان کے اسکولوں میں کمپیوٹر نہیں ہیں اگر کوئی ایک آدھ کمپیوٹر ہے بھی تو اس کا استعمال ہی نہیں آتا ہے۔ اگر کمپیوٹر لیب ہے بھی تو وہاں کے کمپیوٹرز پر مٹی کی موٹی تہہ ہے یعنی ان کو عرصہ دارز سے ہاتھ ہی نہیں لگایا گیا ہے۔ اس مٹی کی تہہ کا مشاہدہ میں نے خود سروے کے وقت کیا۔ کسی بھی مضمون کی تدریس کے لیے دورِ حاضر میں کمپیوٹر کی تعلیم کا ہونا بہت ضروری ہے۔

ڈاکٹر عطش درّانی نے اس ضمن میں کہا:

"کل کے کمپیوٹر، ویب سائٹ،انٹرنیٹ پر اُردو میں تحقیق کے بنیادی آلات، کتابیات سازی،لغات، اشاریے، تحقیقی جائزے، رپورٹیں ، ادبی متون، اصول و قواعد، مختلف ذخیرہ ہائے الفاظ ، تحقیقی مسلیں ،فائلیں، پتے عنوانات وغیرہ موجود ہوں گے اور اُردو کے محققین کو ان میں سر کھپانے اور کتب خانوں کی گرد جھاڑنے کی ضرورت بہت کم ہو گی۔"(۳)

دوسرا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کچھ علاقوں میں انٹرنیٹ کی سہولت ہی میسر نہیں ہے۔ اسکول میں تو انٹرنیٹ نہیں ہے اور جو لوگ موبائل کا استعمال کرتے ہیں۔ اُن کے پاس جدید موبائل یعنی اینڈرائیڈ نہیں ہیں بل کہ ایسے موبائل ہیں جن میں انٹرنیٹ کی سہولت موجود نہیں ہے ایسے موبائل کے ذریعے پڑھنا ناممکن ہوتا ہے۔ ایسے موبائل پر سوائے پیغام دینے کے اور کچھ نہیں ہو سکتا نہ ورک شیٹ بھیجی جا سکتی ہیں اور نہ ویڈیوز پھر زوم اور میٹ پر کیسے کلاسز کرانا ممکن ہوتا ہے۔

آن لائن تدریس کے طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے سرکاری تعلیمی اداروں کے اساتذہ نے بتایا کہ ہم ہفتہ میں ایک دن ایک گروپ کو اسکول بلاتے ہیں ان کو کام دیتے ہیں اور دوسرے دن دوسرے گروپ کو اسکول بلاتے ہیں پھر اس طرح اگلے ہفتے باری باری گروپ آکر اپنا اپنا کام حل کر کے واپس جمع کرا جاتے جن کو ہم چیک کرتے۔ نہ ہم بچوں کو براہِ راست پڑھا سکتے ہیں اور نہ ہی وہ صحیح طرح سمجھ سکتے ہیں۔ یہی مشکلات طلبہ اور والدین کو بھی پیش آتی ہیں کہ اُنھوں نے بھی بالکل ایسے ہی جوابات دیے۔

اس سارے وقت میں تدریس کا عمل بہت سُست روی کا شکار رہا اور تعلیم حاصل کرنے اور آگے بڑھنے کے بجائے تین قدم پیچھے ہو گئے ہیں۔ ان ادراوں میں جو اساتذہ اُردو پڑھاتے ہیں وہ بھی زیادہ تر متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ دیہی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں یا مقامی ہوتے ہیں اس لیے ان کا لب ولہجہ اور تلفظ مقامی زبان والا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ پڑھاتے وقت اُردو کے الفاظ کو صحیح ادا نہیں کر سکتے۔ اساتذہ کا جیسا تلفظ ہو گا بچے بھی اسی طرح بولیں گے اور لکھیں گے۔ اس لیے ایسے بچوں میں اُردو سیکھنے کے حوالے سے ایک خلارہ

جاتا ہے۔ سب سے پہلے اساتذہ اور والدین کو چاہیے کہ وہ اپنا اُردو کا تلفظ درست کریں اور بچوں کو بھی صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھائیں تاکہ بچے صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھیں اور لکھیں۔

تقسیم جواب دہندگان (طلبہ)، سرکاری اسکول، بلحاظ سوال

سوال ۱: آن لائن تدریس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

تعداد طلبہ	مکمل جانتے ہیں	بہت کم جانتے ہیں	بالکل نہیں جانتے
۵	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد	۴۰ فی صد

سوال ۲: آن لائن اُردو تدریس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

تعداد طلبہ	مکمل جانتے ہیں	بہت کم جانتے ہیں	بالکل نہیں جانتے
۵	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد	۴۰ فی صد

سوال ۳: آن لائن اُردو تدریس میں استاد کا طریقہ کار آپ کو کیسا لگا؟

تعداد طلبہ	آن لائن کلاس ہوئی	آن لائن کلاس ہی نہیں ہوئی	اسکول آکر ہوم ورک لے جاتے
۵	صفر فی صد	۴۰ فی صد	۶۰ فی صد

سوال ۴: آن لائن اُردو تدریس کے دوران تدریسی مواد دیا جا رہا ہے؟ وہ تدریسی مواد کس صورت میں مہیا کیا جا تا رہا ہے؟

تعداد طلبہ	سافٹ فائلز مہیا کی گئیں	ہارڈ کاپیز مہیا نہیں کی گئیں	ہارڈ کاپیز دی گئیں
۵	صفر فی صد	۲۰ فی صد	۸۰ فی صد

سوال نمبر ۵: آن لائن اُردو تدریس میں کس حوالے سے زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے؟

(پڑھنا/ لکھنا/ سُننا/ سمجھنا)

تعداد طلبہ	آن لائن پڑھنے میں مشکل	آن لائن لکھنے میں مشکل	آن لائن سُننے میں مشکل	آن لائن سمجھنے میں مشکل
۵	۲۰فی صد	۲۰فی صد	۴۰فی صد	۲۰فی صد

سوال نمبر۶: اُردو کی آف لائن اور آن لائن کلاس کا موازنہ کیا جائے تو آپ کی رائے کیا ہو گی؟

تعداد طلبہ	آن لائن کلاسز آف لائن سے بہتر ہیں۔	آف لائن کلاسز آن لائن کلاسز سے بہتر ہیں۔
۵	۴۰فی صد	۶۰فی صد

سوال نمبر۷: اُردو کی آن لائن کلاس میں اسباق پڑھ کر سنانے میں ٹیکسٹ بک کا سہارا لینا پڑتا ہے یا سکرین پر متن نظر آرہا ہوتا ہے؟

تعداد طلبہ	سکرین ریڈینگ کا سہارا لیا گیا	صرف اسباق پڑھ کر سُنائے گئے	متن آن لائن نہیں پڑھایا گیا
۵	صفر فی صد	۴۰فی صد	۶۰فی صد

سوال نمبر۸: اُردو استاد کی طرف سے دی گئی تحریری مشق کے لیے کاغذ، پن استعمال کرتے ہیں یا کی بورڈ کی مدد سے کمپیوٹر میں ہی لکھ لیتے ہیں؟

تعداد طلبہ	کی بورڈ استعمال کیا گیا	کاغذ پن استعمال کیا گیا	آن لائن تحریری مشق نہیں ہوئیں
۵	صفر فی صد	۸۰فی صد	۱۰فی صد

سوال نمبر۹: آپ نے اُردو کے آن لائن تعلیمی مواد کی تلاش میں سرچ انجن میں اُردو جملہ لکھا اور کیا کمپیوٹر میں دیا گیا اُردو فونٹ باآسانی سمجھ آتا ہے؟

تعداد طلبہ	جی ہاں	نہیں	مشکل سے سمجھ آتا تھا
۵	۲۰فی صد	۴۰فی صد	۴۰فی صد

سوال نمبر۱۰: اُردو میں امتحانات کے دوران آپ کو کون کون سی مشکلات درپیش آئی ہیں؟

تعداد طلبہ	آن لائن امتحان ہوا ہی نہیں	ٹائیپنگ نہیں آتی تھی	تجربہ نہیں تھا

۵	صفر فی صد	۸۰ فی صد	۱۰ فی صد

تقسیم جواب دہندگان (اُساتذہ)، سرکاری اسکول، بلحاظ سوال

سوال نمبر ۱: آپ اُردو کی آن لائن تدریس میں تدریسی مواد بھی طلبہ کو مہیا کرتے رہے ہیں؟

تعداد اُساتذہ	سافٹ تدریسی مواد موجود نہیں تھا	سافٹ تدریسی مواد مہیا کیا گیا ہے
۵	۸۰ فی صد	۲۰ فی صد

سوال نمبر ۲: اُردو کی آن لائن کلاس میں طلبہ پُر اعتماد ہو کر حصّہ لیتے ہیں یا نہیں اگر حصّہ نہیں لیتے تو کیوں؟

تعداد اُساتذہ	جی ہاں	نہیں	انٹرنیٹ میسر نہیں تھا
۵	صفر فی صد	۶۰ فی صد	۴۰ فی صد

سوال نمبر ۳: آپ اُردو کا تدریسی مواد آن لائن مہیا کرنے کے لیے مطلوبہ شکل (پی ڈی ایف، پاور پوائنٹ، سلائیڈز وغیرہ) میں تیار کر سکتے ہیں؟

تعداد اُساتذہ	جی	نہیں
۵	۲۰ فی صد	۸۰ فی صد

سوال نمبر ۴: اُردو کی تحریری مشق کے لیے کی بورڈ ٹائپنگ کرواتے ہیں یا کاغذ اور پنسل سے لکھنے کو ترجیح دیتے ہیں؟

تعداد اُساتذہ	کی بورڈ	کاغذ اور پنسل
۵	صفر فی صد	۱۰۰ فی صد

سوال نمبر ۵: آن لائن اُردو تدریس میں کس حوالے سے زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے؟
(پڑھنا / لکھنا / سُننا / سمجھنا)

تعداد اُساتذہ	پڑھنا	لکھنا	سننا	سمجھنا
۵	۲۰ فی صد	۲۰ فی صد	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد

سوال نمبر ۶: کمپیوٹر اور موجودہ تدریسی ایپلیکیشنز آن لائن اُردو تدریس کے لیے معاون ثابت ہو رہے ہیں؟

تعداد اُساتذہ	جی ہاں	نہیں

۵	۵۰فی صد	۵۰فی صد

سوال نمبر۷: آپ کو نصاب کو مکمل کرنے میں کیا مشکل پیش آرہی ہے؟

تعداد اُساتذہ	آن لائن حاضری میں کمی پائی گئی	کوئی مشکل پیش نہیں آئی
۵	۸۰فی صد	۲۰فی صد

سوال نمبر۸: اُردو کی آف لائن اور آن لائن کلاس کا موازنہ کیا جائے تو آپ کی رائے کیا ہو گی؟

تعداد اُساتذہ	آف لائن کلاس بہتر ہے	آن لائن کلاس بہتر ہے
۵	۸۰فی صد	۲۰فی صد

سوال نمبر۹: آپ نے اُردو کے آن لائن تعلیمی مواد کی تلاش میں سرچ انجن میں اُردو جملہ لکھا اور کیا طلبہ کمپیوٹر میں دیا گیا اُردو فونٹ با آسانی سمجھ جاتے ہیں یا ان کو مشکل پیش آتی ہے؟

تعداد اُساتذہ	فونٹ سمجھ آتا تھا	فونٹ سمجھ نہیں آتا تھا	دوسری ایپلیکیشنز سے مدد لی
۵	۲۰فی صد	۴۰فی صد	۴۰فی صد

سوال نمبر۱۰: امتحانات کی تیاری اور طلبہ سے اُردو میں امتحانات لینے کے دوران آپ کو کون کون سی مشکلات درپیش آئی ہیں؟

تعداد اُساتذہ	تمام طلبہ وقت پر آن لائن نہ ہوئے	آن لائن امتحان دینے کا تجربہ نہیں تھا	انٹرنیٹ کنکشن کا مسئلہ
۵	صفر فی صد	۶۰فی صد	۴۰فی صد

حوالہ جات

۱۔ ریاض احمد، ڈاکٹر، اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے، مکتبہ جامع لمیٹڈ، دہلی، ۲۰۱۳ء، ص ۲۵۸

۲۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو املا و قواعد، (مسائل و مباحث)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء، ص ۲۷۲

۳۔ عطش درّانی، ڈاکٹر، اردو اطلاعیات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۸ء، ص ۱۱

باب سوم:

نیم سرکاری تعلیمی اداروں میں آن لائن اُردو تدریس، مسائل وامکانات

نیم سرکاری تعلیمی اداروں میں کینٹ اینڈ گیریژن آرمی پبلک اسکول و کالج، پاکستان فضائیہ کے زیرِ انتظام چلنے والے تعلیمی ادارے، پبلک اسکول یا کیڈٹ کالجز اور ڈیفنس ایجوکیشن سسٹم وغیرہ شامل ہیں۔ سرکاری تعلیمی اداروں کی طرح نیم سرکاری اداروں کو بھی وفاقی حکومت ہی چلاتی ہے۔ کینٹ اینڈ گیریژن تعلیمی ادارے وفاق کے زیرِ سایہ ہیں لیکن ان کا کنٹرول متعلقہ فوج کی چھاؤنی اور گیریژن کے حکم کے مطابق چلایا جاتا ہے۔ جرنل پرویز مشرف کے دور میں ان تمام تعلیمی اداروں کا نصاب ملک میں ایک کر دیا گیا اس سے پہلے یہ ادارے جس صوبے میں ہوتے وہاں کے تعلیمی نصاب کو پڑھاتے یا فیڈرل بورڈ کا نصاب پڑھایا جاتا تھا۔ اب بھی فیڈرل بورڈ ہی ہے لیکن نصاب پورے ملک میں ایک ہی کر دیا گیا جس سے کافی سہولت ہوگئی۔ فضائیہ کے تعلیمی ادارے ڈائریکٹر آف ایجوکیشن ایئر فورس کے ماتحت ہیں۔ اس کے علاوہ پبلک اسکول یا کیڈٹ کالجز بورڈ آف گورنر کے ماتحت ہیں۔ یہ سب تعلیمی ادارے انگلش میڈیم ہیں۔ ان میں اُردو اور اسلامیات صرف اُردو زبان میں پڑھائی جاتی ہیں باقی تمام مضامین انگریزی میں پڑھائے جاتے ہیں۔ یہ تعلیمی ادارے مخلوط اور الگ الگ بھی ہیں یعنی لڑکوں کا الگ اور لڑکیوں کا الگ اسکول و کالجز ہیں اسی طرح ان کے اساتذہ بھی خواتین و مرد ہوتے ہیں۔ پاکستان فضائیہ اسکول طلبہ کی فیس سے ہی چلائے جاتے ہیں اس لیے ان کی فیس زیادہ ہوتی ہے۔ اسی فنڈ سے اساتذہ اور دیگر اسکول و کالجز کے عملے کو تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ ان کے پاس اسکول و کالجز کی عمارتیں کافی وسیع رقبے میں ہوتی ہیں تقریباً تمام سہولیات پائی جاتی ہیں مثلاً بجلی، گیس، پانی، پنکھے، اے سی، بیٹھنے کے لیے کرسیاں، کھیلنے کا میدان، ملٹی میڈیا، کمپیوٹر لیب، سائنس لیب وغیرہ۔ اتنی ساری سہولیات ہونے کے باوجود جب کرونا وبا کی وجہ سے تعلیمی ادارے بند ہوگئے تو ان اداروں میں بھی ایک تشویش کی لہر دوڑ گئی کہ اب کیا ہوگا؟ کیسے ہوگا؟ آرمی پبلک اسکول میں انٹرنیٹ کی سہولت موجود نہیں تھی ویسے ان اسکولوں میں کمپیوٹر سکھایا جاتا ہے، ایک پیریڈ ہوتا ہے لیکن صرف طلبہ کو اس میں انگریزی اور سائنس وغیرہ کی سلائیڈز یا ورک شیٹ بنانی سکھائی جاتی ہیں۔ ایئر فورس کے اسکولوں میں انٹرنیٹ کی سہولت

تھی اس لیے اُنھوں نے آن لائن کلاسز کا اہتمام کر لیا اسی طرح ڈیفینس ایجوکیشن سسٹم میں بھی انٹرنیٹ کی سہولت تھی اس وجہ سے طلبہ کو اور اساتذہ کو کمپیوٹر / لیپ ٹاپ پر آن لائن کلاس لینے میں زیادہ دقت نہیں ہوئی۔ اساتذہ نے اپنے اپنے گھروں سے طلبہ کے ساتھ زوم، ٹیم وغیرہ کی اپلی کیشنز استعمال کیں اور تعلیم کے عمل کو رُکنے نہیں دیا شروع میں کچھ مشکلات آئیں لیکن جلد ہی ان پر قابو پا لیا۔ نیم سرکاری اداروں کا تعلیمی نظام سرکاری تعلیمی نظام سے کافی بہتر اور جدید ہے۔ ان اداروں میں زیادہ تر فوج کے تمام اداروں کے بچے پڑھتے ہیں اس کے علاوہ سیویلین بچے بھی پڑھتے ہیں ان کی فیس زیادہ ہوتی ہے بانسبت فوجی بچوں کے ان کی فیس کم ہوتی ہے کیوں کہ یہ اسکول چھاؤنی میں بنائے جاتے ہیں تاکہ فوج کے بچوں کو سہولت ہو۔ نیم سرکاری اسکول میں فوجی فاونڈیشن بھی شامل ہے یہ اسکول فوج کے سپاہی اور صوبیدار کے رینک اور ریٹائرڈ فوجیوں کے بچوں کے لیے ہوتے ہیں ان کی فیس بھی بہت کم ہوتی ہے اور سہولیات بھی مناسب ہی ہوتی ہیں ایسے سمجھ لیں کے شہروں کے سرکاری اسکول کی طرح کے ہی ہوتے ہیں۔

میں نے اپنے مقالے کے لیے مختلف اسکولوں کا سروے کیا جس طرح سرکاری اسکولوں میں گئی، اسی طرح نیم سرکاری اسکولوں کا بھی سروے کیا کہ کورڈ۱۹ کے وقت انھوں نے کس طرح طلبہ کی تدریس کا عمل جاری رکھا ؟ اُنھوں نے کیا طریقہ اختیار کیا؟ اُن کو اس دوران کون کون سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور کس طرح اُنھوں نے ان کا حل نکالا؟ کیا ان کے ادارے نے آن لائن کلاسز کا انتظام کیا یا نہیں اور اگر نہیں کیا تو اس کی وجہ کیا تھی؟ یہ تمام سوالات اُن سے پوچھے اس کے علاوہ اُردو تدریس میں کیا کیا مسائل درپیش آئے؟ اور ان سے پوچھا کہ وہ اس بارے میں اپنی رائے بھی دیں کہ کیسے بہتری لا سکتے ہیں۔

الف: نیم سرکاری تعلیمی اداروں میں آن لائن مواد کی عدم دستیابی سرکاری تعلیمی اداروں کی نسبت نیم سرکاری اداروں کے حالات کچھ مختلف ہیں کیوں کہ ان اداروں میں وسائل کی کمی نہیں ہے۔ کووڈ19 کے دنوں میں جوں ہی اسکول بند ہو گئے تو تقریباً ان اداروں نے فوراً آن لائن تدریس کا اہتمام کیا۔ ان اداروں میں سے چند اسکول میں زوم میٹینگ، ٹیم یا گوگل میٹ وغیرہ کے ایپ پر طلبہ کو تعلیم دینے کا

انتظام تو نہ کرا سکے لیکن انھوں نے واٹس ایپ کا استعمال شروع کیا۔ اُنھوں نے والدین کے گروپس بنائے تا کہ ان تک آسانی سے رسائی ہو سکے۔ شروع میں تو سب اداروں کو ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان نیم سرکاری تعلیمی اداروں نے ایک اور طریقہ بھی اپنایا کہ اُنھوں نے اساتذہ سے کہا کہ وہ اپنے لیکچر کی ویڈیو بنائیں اور اس کو یوٹیوب پر اپ لوڈ کر دیں اور اس کا لنک والدین کو بھیج دیں جس سے طالب علم بوقت ضرورت دیکھ لیں اور اپنی تعلیم کو جاری رکھ سکیں۔ اس کے علاوہ معلم نے پڑھایا ہوا تمام کام پی۔ ڈی۔ ایف فائل طالب علم کو میل کر دیں تا کہ طلبہ اس کو جب چاہیں دیکھ لیں۔ اس طرح کے عمل سے طلبہ بار بار سبق کو پڑھتے رہے۔

چند نیم سرکاری اسکولوں کے پاس انٹرنیٹ کی سہولت موجود ہے اُنھوں نے زوم میٹینگ، ٹیم وغیرہ کا اہتمام کیا اور بچوں سے آن لائن تدریس کا عمل جاری رکھا۔ ایسے اسکولوں کے طلبہ نے کافی کچھ سیکھا اور اپنی روزانہ کی بنیاد پر پڑھائی جاری رکھی۔ ان نیم سرکاری اسکولوں میں ڈیفنس ایجوکیشن سسٹم اور آرمی پبلک اسکول جو کہ ڈی ایچ اے میں واقع ہیں اُنھوں نے اپنے اسکول میں انٹرنیٹ کا بروقت انتظام کر لیا اور کرونا کے دنوں میں طلبہ کو آن لائن کے ذریعے تعلیم دی۔ اساتذہ نے نصاب یا سبق کے مطابق ورک شیٹ بنائیں وہ اُنھوں نے میل کے ذریعے والدین کو بھیج دیں۔ نصاب کے مطابق ویڈیوز بھی مہیا کیں گئی ان کو بھی میل کرتے رہے یا واٹس ایپ کے ذریعے تصویر کھینچ کر بھیج دیں۔ شروع میں اساتذہ بھی اپنے گھروں میں محصور ہو گئے تھے اب جن اساتذہ کے گھروں میں انٹرنیٹ کی سہولت تھی اُنھوں نے تو ایپ پر کلاسز آن لائن لے لیں لیکن جن کے نہیں تھا ان کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کو کافی خرچا کرنا پڑا خود سے ڈیوائس خریدیں اور نیٹ لگوایا تا کہ طلبہ کے ساتھ رابطہ قائم رکھا جا سکے اسی طرح طلبہ کو بھی ایسی ہی مشکلات دیکھنی پڑیں۔ ہر گھر میں پہلے تو کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ نہیں ہیں اور اگر ہیں تو ایک ہے اور ان کے گھر بچے دو یا تین ہیں تو ایک کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ پر ایک وقت میں کیسے آن لائن کلاسز لے سکتے؟ کوئی بھی اتنا امیر نہیں ہے کہ اُس نے گھر میں تین تین چار چار لیپ ٹاپ رکھے ہوں اور کس کو خبر تھی کہ اچانک یہ آفت سر پر ٹوٹ پڑے گی؟ موبائل فون بھی بہت ساروں کے پاس جدید والے نہیں ہیں یعنی آئی فون وغیرہ جس پر آن لائن کلاسز لی جاتیں۔ آج کل کے متوسط طبقے

کے لوگوں کے پاس ایک یا دو موبائل فون ہوتے ہیں ان کے بچے چار پانچ ہوں ان کے لیے آن لائن کلاس لینی مشکل تھی۔

نیم سرکاری اسکول جن میں آرمی پبلک اسکول دیہی علاقوں میں واقع ہیں یا جہاں انٹرنیٹ کی سہولت میسر نہیں وہاں واٹس ایپ کے ذریعے بھی تعلیم کا عمل ممکن نہیں تھا تو انھوں نے سرکاری اسکولوں کی طرح طلبہ کو ہفتے میں ایک بار اسکول بلا کر کام دیا۔ اُنھوں نے ورک شیٹ مہیا کیں۔ اس کے علاوہ اُنھوں نے طلبہ کو ہر ہفتے سبق دیا کہ اس کا کام کتنا کرنا ہے۔ طلبہ گھر میں بیٹھ کر جتنا ان کو سمجھ آتا اتنا ہی وہ کام کر پاتے اس وجہ سے کافی غلطیاں ہوئیں۔ والدین زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں وہ بچوں کو اس طرح نہیں سمجھا سکتے جس طرح ایک استاد سمجھا سکتا ہے ایک یہ بھی وجہ تھی جس کی وجہ سے بچوں کی تدریس صحیح نہ ہو سکی۔

جن اسکولوں میں آن لائن تعلیم کا انتظام کیا گیا ان میں یہ مشکلات پیش آئیں کہ اُردو کے اساتذہ کو کمپیوٹر کا استعمال ہی نہیں آتا تھا کوئی اکاّ دکاّ اساتذہ تھے جن کو کمپیوٹر کا استعمال، کی بورڈ کا استعمال آتا تھا۔ چوں کہ کرونا کی آفت اچانک آئی جس کے لیے کوئی ذہنی اور جسمانی طور پر آمادہ نہیں تھا۔ اس ناگہانی آفت سے نمٹنے کے لیے جہاں حکومتی سطح پر کام کیا گیا وہاں اسکولوں کے اساتذہ نے بھی اپنی اپنی سمجھ اور قابلیت کے مطابق تعلیم کے سلسلے کو جاری رکھا تا کہ ہمارے ملک کے طلبہ تعلیم حاصل کریں وہ پیچھے نہ رہ جائیں حالاں کہ یہ ایک مشکل ترین اور وقت لینے والا کام تھا لیکن اساتذہ نے ایک دوسرے کی مدد کی اور اس مشکل دور کو احسن طریقے سے گزارا۔ یہاں ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ اگر ان اساتذہ نے پہلے کمپیوٹر کی مہارت حاصل کی ہوتی تو ان کو زیادہ دقت پیش نہ آتی۔ اُردو کے سافٹ ویئر کے بارے میں چند ہی استاد جانتے ہیں باقی کو اُردو میں ٹائپنگ ہی نہیں آتی اس چیز کی کمی محسوس ہوئی۔

اداروں نے اساتذہ سے کہا کہ وہ طلبہ کی آن لائن کلاسز لیں۔ آن لائن کے اس عمل کو ابلاغ کے دوسرے طریقوں کے ذریعے پورا کیا گیا۔ ابلاغ ایک دوطرفہ معاشرتی عمل ہے۔ انٹرنیٹ اور الیکٹرنک ڈیوائس یعنی موبائل فون جس کو سیل فون بھی کہتے ہیں اس پر آن لائن کلاسز لیں۔ لیپ ٹاپ یا کمپیوٹر کے ذریعے بھی زوم

،میٹ وغیرہ ایب پر آن لائن کلاسز لیں۔اس ابلاغ کے ذریعے دوطرفہ تعلیمی عمل کو جاری رکھا گیا۔اس مشکل گھڑی کو کسی نا کسی طرح گزارا گیا۔اگرچہ اس سے خاطر خواہ نتائج تو حاصل نہیں ہوئے کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے۔

ب: آن لائن امتحانات میں ذہنی استعداد کی عدم مطابقت

امتحان تعلیم و تدریس کا لازمی جُزو ہے۔امتحانات سے ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ طلبہ کی ذہنی استعداد کیسی ہے ذہنی استعداد کی عدم مطابقت کا مطلب ہے کہ دُنیا میں تمام انسان ایک جیسے نہیں ہوتے کوئی فطین ہوتے ہیں، کوئی ذہین تو کوئی کند ذہن ہوتے ہیں سب کی ذہنی استعداد ایک جیسی نہیں ہوتی۔ معین الدین نے ”اردو زبان کی تدریس“ میں لکھا ہے کہ:

> ”اندازہ قدر کا زیادہ جامع اور آزمائشی مفہوم اس بات میں مضمر ہے کی جانچ کے لیے کس قسم کے طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔مثلاً آزمائش، درجہ پیما، سوال نامہ، انٹرویو، ڈائری، واقعاتی ریکارڈ وغیرہ۔“(۱)

اس کا مطلب ہے کہ آن لائن امتحان میں بھی ایسے طریقہ کار کو اختیار کیا جانا چاہیے کہ جس میں پاکستانی طالب علم ذہنی آمادگی ظاہر کریں مگر آن لائن امتحان میں بچوں نے کوئی خاص دل چسپی ظاہر نہیں کی۔ آن لائن امتحان سے عدم مطابقت کی کئی وجوہات میں سے سب سے بڑی وجہ ٹیکنالوجی سے دوری ہے۔جماعت میں مختلف ذہنی استعداد کے بچے ہوتے ہیں کوئی جلدی سبق کو سمجھ کر کام کر لیتا ہے اور کوئی پورے پیریڈ میں ایک ہی سوال کرتا ہے اس عدم مطابقت کی وجہ سے کافی مسائل جنم لیتے ہیں۔یہ مسائل اسکول میں روبرو پڑھاتے ہوئے کم پیش آتے ہیں۔کرونا کے دوران جب بچوں کی آن لائن کلاسز لی گئیں چونکہ بہت سارے اسکولوں میں آن لائن تعلیم کی سہولت نہیں تھی اس لیے ایسے بچوں کو پڑھانا ہی ایک مسئلہ تھا، آن لائن امتحان تو ان کے لیے ایک نئی سرگرمی تھی اس لیے عدم مطابقت کو دیکھا گیا۔

نظامِ تعلیم کی افادیت کا دارومدار امتحانات کی اثر آفرینی پر ہوتا ہے۔ امتحانات صرف گزشتہ کارگزاری کا پیمانہ نہیں ہوتے بل کہ مستقبل کا دارومدار بھی اسی کے نتائج پر ہوتا ہے۔

> ”آج کل امتحان میں صرف پاس کرنا ہی تعلیم کا نظریہ اور مقصد بن چکا ہے۔ طلبا نے نصابی کتابوں کے بوجھ تلے دب کر زبانی یاد کرنے اور رٹنے کی عادت ڈال لی ہے۔ فی زمانہ امتحان کے اقتدار کا ہے۔ طلبا چاہتے ہیں کہ پاس کر جائیں، استاد اور اسکول بھی چاہتا ہے کہ لڑکے پاس کر جائیں، حکومت چاہتی ہے کہ لڑکے پاس کر جائیں، سر پرست چاہتے ہیں کہ ان کے نونہال پاس کر جائیں۔ اس طرح تعلیم امتحان کے زیرِ اقتدار آگئی ہے اور عوام اس پر سے اعتماد کھو بیٹھے ہیں۔“[۲]

پاکستانی معاشرے میں جو نصاب ترتیب دیا جاتا ہے وہ ذہنی استعداد اور عمر کے حساب سے ترتیب دیا جاتا ہے کہ تین سے چار سال کے بچے کو کیا پڑھانا ہے، چار سے چھ سال کے بچے کو کیا پڑھانا ہے، اب یہاں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کتنے بچوں کو سمجھ آیا اور کتنے کو سمجھ نہیں آیا، پھر اس بات کی جانچ کے لیے امتحان لیا جاتا ہے اور اس جانچ کی بنا پر اگلی کلاس میں بھیج دیا جاتا ہے۔ کرونا کے دنوں میں چوں کہ طلبہ نے گھر پر ہی تدریس کا عمل جاری رکھا ہوا تھا۔ چناں چہ سال مکمل ہونے پر جب ان کے امتحانات کا مسئلہ زیرِ بحث آیا کہ کس طرح لیے جائیں اب جن اسکولوں میں آن لائن تدریس ہی نہیں ہو رہی تھی ان کے الگ مسائل تھے اور جہاں تھوڑی بہت آن لائن تدریس دی جا رہی تھی وہاں یہ مسئلہ آیا کہ اُردو کا پرچہ کس طرح لیا جائے؟ اُردو کے کس سافٹ وئیر پر پرچہ بنے گا اور طلبہ اس کو حل کیسے کریں گے؟ آن لائن تدریس کے بعد سب سے مشکل مرحلہ آن لائن امتحانات کا تھا۔ آن لائن امتحانات سے مراد یہ ہے کہ طالب علم کو کسی خاص امتحانی مرکز کی بجائے یہ سہولت دی جائے کہ وہ گھر بیٹھ کر کمپیوٹر کی مدد سے آن لائن اُردو کا امتحان دے سکے۔ نیم سرکاری اسکولوں میں امتحانات لینے میں تین طریقے اختیار کیے گئے۔

ایک طریقے میں گوگل فارم پر معروضی پرچہ بنایا گیا جس میں طلبہ نے صرف ہاں / نہیں یا درست / غلط کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ یہ طریقے طلبہ کی ذہنی استعداد کے مطابق نہیں ہیں کیوں کہ پورے سال کی پڑھائی لکھائی کے بعد صرف ان معروضی سوالات / جوابات سے معلوم نہیں کیا جاسکتا کہ بچہ جملہ بھی لکھ سکتا ہے، پیراگراف لکھ سکتا ہے، کوئی تخلیقی لکھائی کر سکتا ہے یا نہیں؟ امتحانات تو لیے گئے لیکن ان سے ان کی ذہنی استعداد کا اندازہ نہیں لگایا جا سکا۔ اس طریقہ امتحان سے کوئی بھی مطمئن نہیں اساتذہ، طلبہ اور نہ ہی والدین۔ خاص کر اُردو میں طلبہ کو پورا پورا مضمون لکھنا ہوتا ہے یا سوالات کے جوابات لکھنے ہوتے ہیں اس طریقہ امتحان سے یہ اندازہ نہیں لگایا جاسکا کہ بچے کو اُردو کے الفاظ اور جملے صحیح طریقے سے لکھنے بھی آ گئے ہیں یا نہیں۔

دوسرے طریقے میں اساتذہ نے پرچے بنائے اور والدین کو واٹس ایپ کے ذریعے بھیج دیے اور طلبہ نے گھر میں بیٹھ کر ان کے جوابات کاغذ پر حل کر کے ان کی تصاویر اساتذہ کو واٹس ایپ پر بھیج دیں اس طرح کے طریقے سے بھی طلبہ کی ذہنی استعداد کی مطابقت کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ یہ امتحانی طریقہ بھی تسلی بخش نہیں کیوں کہ اس میں نقل کا خدشہ پایا جاتا ہے۔ طلبہ کتاب کھول کر بھی جواب لکھ سکتے ہیں یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ والدین / بڑے بہن، بھائی کسی نے پرچہ حل کر دیا ہو یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بچہ خود لکھ رہا ہو لیکن ساتھ کوئی بیٹھ کر لکھوا دے، یہ سب خدشات پائے جاتے ہیں۔ ان امتحانات کو جانچنے کے لیے استاد سامنے نہیں ہے وہ پرچے کی تصویر بنا کر واٹس ایپ کر دیتے ہیں اب کیا پتا یہ پرچہ طلبہ نے کس طرح کیا؟ کس کی مدد سے کیا؟ یہ امتحانات طلبہ کی ذہنی استعداد کے عدم مطابقت رکھتے ہیں۔ طلبہ ایسے پرچوں میں پاس تو ہو گئے اگلی جماعت میں بھی چلے گئے لیکن سیکھنے کا عمل صحیح نہیں تھا۔ اس طریقے میں نقل کا اہتمام بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

تیسرے طریقے میں ادارے نے اساتذہ کو بھی اسکول میں بلایا اور طلبہ کو بھی بلایا گیا۔ اس طریقے میں یہ کیا گیا کہ طلبہ کے گروپ بنائے گئے اور ایک دن چھوڑ کر طلبہ کے ایک گروپ کو بلایا گیا اور ان کو دُور دُور بٹھا کر پرچے لیے گئے۔ یہ طریقہ امتحان پہلے دو سے بہتر ہے اس میں طلبہ نے پرچے اساتذہ کے سامنے دیے۔ اساتذہ

نے بھی ان امتحانات کی جانچ پڑتال آسانی سے کی۔ یہ طریقہ کیوں کہ پہلے جیسا ہے جب طلبہ عام اسکول آتے تھے اور سال بعد امتحانات دیتے تھے ان کو استاد اپنی زیرِ نگرانی پرچے لیتے ہیں ان کو پتہ ہوتا ہے کہ شاگرد نے خود سے پرچہ حل کیا ہے اور نقل کا احتمال نہیں رہتا۔

پاکستانی معاشرے میں اُردو کی آن لائن تدریس کی طرح آن لائن امتحان کا انعقاد بھی مشکل ہے۔ اس میں پیش آنے والی رکاوٹوں میں سب سے اہم، کمپیوٹر یا کسی بھی ڈیوائس کا مہیا ہونا، انٹرنیٹ کنکشن کا ہونا اور طالب علم کا تجربہ اہم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ امتحانی پرچہ جات، طریقہ، پیش کش کا انداز اور جائزہ شامل ہے۔ مزید بر آں یہ کہ امتحانی عملہ جس نے اس امتحان کو ترتیب دینا ہے۔ ان تمام صورتوں کا تسلی بخش انتظام ہمارے پاس نہیں ہے۔ اُردو اساتذہ کی کمپیوٹر میں مہارت معمولی سی تھی۔ ان کی ذاتی دل چسپی بھی اس زمرے میں خاص نہیں ہے۔ یہ کہ طلبہ، آن لائن پڑھائی اور امتحانات سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امتحان کسی بھی مضمون کا ہو، طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ آن لائن تعلیم کے بارے میں ضروری استعداد رکھتا ہو۔ اس کو اسی انداز سے پڑھایا جائے کہ جس انداز سے اس کو امتحانات سے گزارا جانا ہے۔

اُردو کی آن لائن تدریس اور امتحان ناممکن نہیں ہے مگر اس میں نصاب کی باقاعدہ تیاری، مشق اور امتحانات کے لیے طالب علم اور استاد کا ماہر ہونا ضروری ہے۔ تعلیمی اداروں کے بند ہونے سے ایک تو نصاب کو صحیح طریقے سے پڑھایا نہ جا سکا دوسرا یہ کہ بار بار مشق نہیں ہوئی۔ تیسرا یہ کہ امتحانات اُس طرح نہ لیے جا سکے جیسے لیے جاتے ہیں اس وجہ سے کوئی بھی اس تدریسی عمل سے مطمئن نہیں ہے۔

ج: املا، رموزِ اوقاف، قواعد کے مسائل اور سہولیات

اُردو کی آن لائن تدریس کے باب میں املا سے مراد، کی بورڈ کی مدد سے اُردو ٹائپنگ ہے۔ رموز اوقاف سے مراد بھی کی بورڈ کی مدد سے اُردو املا میں استعمال ہونے والی علامات ہیں۔ اُردو کے قواعد کے مسائل آن لائن

تدریس کے دوران بہت زیادہ پیش آئے۔ قواعد کی حیثیت اُردو زبان میں ریڑھ کی ہڈی جیسی ہے اگر قواعد (گرامر) کا صحیح علم نہیں تو جملوں کی بناوٹ اور پیراگراف میں بے تحاشہ غلطیاں رونما ہوتی ہیں۔ مثلاً اسم، فعل فاعل، واحد / جمع، مذکر / مونث، جملوں کی ساخت، مرکب الفاظ، محاورات وغیرہ ان کا صحیح جگہ پر صحیح الفاظ کا استعمال ہی اس کے معنی واضح کرتا ہے۔ کمپیوٹر میں کی بورڈ میں کچھ رموزاو قاف کے نشان ہی نہیں ان کو ڈھونڈنا پڑتا ہے یا پھر انگریزی کے نشان کو کاپی کر کے لکھنے پڑتے ہیں اب یہ چھوٹے چھوٹے نقاط ہیں جن کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ ہر کسی کو اس کا علم نہیں ہوتا اُردو کے اساتذہ کو کمپیوٹر پر انگریزی تو لکھنی آتی لیکن اُردو کی ٹائیپنگ سے نابلد ہیں۔ آن لائن تدریس میں کمپیوٹر / لیپ ٹاپ / موبائل اہمیت رکھتے ہیں اس کے بغیر آن لائن تدریس ناممکن ہے۔

اُردو کمپیوٹر تدریس میں اُردو املا اور رموزاو قاف لکھنے کے لیے کی بورڈ کا استعمال آنا ضروری ہے۔ طلبہ کے لیے امتحانات کے حوالے سے اور استاد کے لیے آن لائن پڑھانے کے حوالے سے کمپیوٹر کا استعمال آنا ضروری ہے۔ قواعد کے حوالے سے ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے لکھا ہے کہ:

> "قواعد سے مراد زبان کا وہ علم ہے جس میں زبان کی ساخت، حروف کی تعداد، الفاظ کی اقسام، تذکیر و تانیث کے اصول، واحد جمع بنانے کے قاعدے، الفاظ سازی کے قوانین، افعال، افعال کی قسمیں، مفرد اور مرکب الفاظ، جملوں کی بناوٹ اور قسمیں، فاعل مفعول اور حرف جار کے استعمال اور اس کے دوسرے مسائل زیرِ بحث آتے ہیں۔"(۳)

د: اساتذہ اور طلبہ کو درپیش مسائل و مشکلات

آن لائن تدریس کے دوران اساتذہ اور طلبہ کو بے پناہ مشکلات درپیش آئیں۔ کووڈ ۱۹ کے دوران تقریباً تمام تعلیمی اداروں کو مسائل کا سامنا کرنا پڑا سرکاری تعلیمی اداروں کے ساتھ ساتھ نیم سرکاری تعلیمی اداروں کو بھی

مسائل و مشکلات در پیش آئیں۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اُردو کے اساتذہ کو کمپیوٹر پر کام نہیں آتا تھا طلبہ بھی انگریزی تو فٹافٹ لکھ لیتے ہیں لیکن اُنھوں نے اُردو کی لکھائی کمپیوٹر پر نہیں کی ان کو اُردو کی بورڈ، ان پیج کا علم نہیں ہے ان کو ورڈ پیج پر لکھنے کی جان کاری نہیں ہے۔ کووڈ۱۹ کے شروع میں کسی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں اور کیسے کریں؟ تعلیمی اداروں نے جن کے پاس انٹرنیٹ کی سہولیات موجود تھیں اُنھوں نے فوراً اساتذہ کی ورک شاپ کیں اور ان کو سکھایا کہ آن لائن کلاسز کیسے لی جائیں۔ اسی طرح طلبہ کو بھی آن لائن تدریس کے بارے میں معلومات فراہم کیں گئی۔ آن لائن کلاسز کے لیے سب سے پہلے انٹرنیٹ کا ہونا ضروری ہے۔ ان دنوں ہر طرف آن لائن کلاسز اور دفتری کام بھی انٹرنیٹ پر ہو رہا تھا اس وجہ سے انٹرنیٹ پر بہت بوجھ (Load) پڑ گیا۔ دوسرا مسئلہ یہ ہوا کہ استاد لنک (Link) بھیجتے تو وہ طلبہ کو سمجھ نہیں آتا تھا جس سے وہ کسی اور کلاس میں چلے جاتے تھے۔ وقت کا تعین بھی نہیں ہو رہا تھا۔ تیسرا مسئلہ یہ تھا کہ طلبہ پہلی بار آن لائن پڑھ رہے تھے اس لیے بہت سنجیدہ نہیں تھے۔ طلبہ ویڈیو آن نہیں کرتے تھے یا آواز بند کر دیتے تھے۔ استاد ان کو بلاتا رہتا لیکن وہ یہ کہہ کر بات ہی ختم کر دیتے کہ ہمارے گھر کا انٹرنیٹ سست چل رہا ہے یا لائیٹ چلی گئی ہے۔ ویڈیو کیمرا خراب ہے وغیرہ وغیرہ۔ چوتھا مسئلہ یہ تھا کہ سلائیڈز دکھانے کا طریقہ نہیں آتا تھا۔ وائٹ بورڈ کا استعمال کرتے ہوئے طلبہ کو لکھنا نہیں آتا تھا۔ پانچواں یہ مسئلہ تھا کہ آن لائن کے دوران طلبہ کو ویڈیو دوسری جگہ بھیجنا اور کھولنا نہیں آتا تھا۔ آن لائن چیٹینگ روم میں بچے ایک دوسرے سے باتیں شروع کر دیتے تھے اور استاد کو کہتے کہ آپ کی آواز نہیں آرہی۔ چھٹا مسئلہ امتحانات کا تھا کہ کس طرح لیے جائیں؟ اُردو میں امتحان لینا بہت مشکل تھا گوگل فارم کے ذریعے پرچہ لیا جاتا لیکن وہ صرف معروضی سوالات ہوا کرتے تھے۔ موضوعی سوالات گوگل فارم پر نہیں لے سکتے۔

ساتواں مسئلہ یہ تھا کے "ایم ایس ورڈ" پر ورک شیٹ بنائی جاتی وہ اساتذہ طلبہ کو بھیجتے تو اس کی فارمٹینگ ہی تبدیل ہو جاتی ادھر کے الفاظ اُدھر اور اُدھر کے اِدھر ہو جاتے متن کی سمجھ ہی نہیں آتی۔ اگر اس فائل کو "پی ڈی ایف" میں تبدیل کر کے میل کرتے تو وہ کسی کے لیپ ٹاپ یا کمپیوٹر پر کھل جاتی اور کسی کہ نہیں کیوں کہ

جن کے پاس "پی ڈی ایف" کی ایپلی کیشنز ہی ڈاون لوڈ نہیں تو یہ فائل نہیں کھلتی۔کچھ اساتذہ نے یونی کوڈ کی مدد سے فائل شیئر کرنے کی کوشش کی لیکن بہت سے طلبہ کے پاس کمپیوٹر ہی نہیں صرف موبائل ہیں اب مسئلہ یہ کہ ان موبائل پر وہ فائل نہیں کھلتی۔

یہ مسائل تو آن لائن کلاسز میں پیش آئے۔جن تعلیمی اداروں میں طلبہ کو آن لائن کلاسز نہیں لی گئیں ان طلبہ کی تدریس واٹس ایپ کے ذریعے سے کی گئی۔استاد اپنی آواز ریکارڈ کر کے انفرادی طور پر طلبہ کو بھیج دیتے اور طلبہ بھی کام لکھ کر واٹس ایپ سے تصویر لے کر استاد کو بھیج دیتے۔یہ طریقہ بہت مشکل تھا کیوں کہ کبھی تصویر کُھلتی کبھی نہیں۔ کبھی تصویر صاف نہیں آتی جس کی وجہ سے عبارت پڑھی ہی نہیں جاتی۔

بہت سے تعلیمی اداروں کے پاس واٹس ایپ کی بھی سہولت نہیں تھی انھوں نے طلبہ کو گروپ کی شکل میں اسکول میں بلایا۔یہ سب سے خطرناک تھا کیوں کہ اس وقت کرونا ہر طرف پھیلا ہوا تھا کسی کو بھی لگ سکتا تھا جان کا بھی خطرہ تھا بہت مشکل سے طلبہ اسکول آتے اور اساتذہ کو تو ہر روز آنا پڑتا ان کو زیادہ خطرہ مول لینا پڑا اپنے طلبہ کو پڑھانے کے لیے تاکہ بچے پیچھے نہ رہ جائیں۔

اُردو زبان کو پڑھانے میں بچے پہلے ہی شوق سے نہیں پڑھتے ان دنوں میں تو پڑھائی بالکل ہی چھوٹ گئی تھی آن لائن کلاس میں بھی سبق کی بلند خوانی نہیں ہو سکی کلاس صرف ۴۰ منٹ کی ہوتی تھی جس میں طلبہ آتے ہی نہیں تھے آہستہ آہستہ کلاس کو جوائن کرتے پھر آواز صحیح نہیں آتی تھی۔ویڈیو آن نہیں کرتے تھے۔اسی میں ۲۰ منٹ گزر جاتے باقی ۲۰ منٹ میں استاد خود ہی پڑھ کر سبق سمجھا دیتے تھے۔اب سبق کی بلند خوانی ہی نہیں کریں گے تو الفاظ کی پہچان ہی نہیں ہو گی جس کی وجہ سے لکھائی میں بے شمار غلطیاں ہوتی ہیں۔الفاظ کو سمجھنے کے لیے اس کی پڑھائی بہت ضروری ہے۔بچوں میں کتب بینی کی عادت بہت کم ہوتی تھی جس وجہ سے ان کے پاس ذخیرہ الفاظ کی بھر مار ہوتی تھی ثقیل الفاظ کی سمجھ اور استعمال عام تھا لیکن اب بچوں کو اُردو کی کتب پڑھنے کا کوئی شوق نہیں رہا جدید دور میں بچوں کے ہاتھ میں موبائل اور کمپیوٹر آ گئے ہیں جس میں گیم کھیلتے رہتے ہیں اور وقت ضائع کرتے ہیں یہ ایک المیہ ہے اُردو سے دُوری کی ایک یہ بھی بڑی وجہ ہے۔

نیم سرکاری اسکولوں کے سروے کے دوران ان باتوں کا اندازہ ہوا کہ اساتذہ اور طلبہ کو کتنی زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان اسکولوں میں بھی ۹۰ فی صد اساتذہ کے مطابق طلبہ کی اُردو میں عدم دلچسپی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ بچے اُردو کے مضمون کو اہمیت نہیں دیتے۔ اُردو کے مضمون کو صرف پڑھ کر امتحان پاس کرنے کے لیے اہمیت دیتے ہیں اور آن لائن کلاسز میں بھی سب نے دوسرے مضامین کی کلاسز تو باقاعدگی سے لیتے تھے لیکن اُردو کی کلاسز میں زیادہ غیر حاضریاں تھیں اس وجہ سے استاد کو بہت مسئلہ آیا کہ ایک دن جو بچے حاضر ہوتے تو دو دن غیر حاضر ہو جاتے جس وجہ سے سبق کو سمجھانے میں وقت لگتا۔ ادھر طلبہ کا بھی یہی کہنا تھا کہ ہمیں باقی مضامین کی تو سمجھ آجاتی تھی لیکن اُردو کی سمجھ نہیں آتی تھی۔

نیم سرکاری اسکولوں میں ۷۰ فی صد اساتذہ اور طلبہ کمپیوٹر کے علم سے لاعلم ہیں۔ ان کو کمپیوٹر کے اوپر کام کرنا نہیں آتا کی بورڈ کا استعمال نہیں آتا انھوں نے انگریزی یا حساب وغیرہ کا کام کمپیوٹر پر کیا ہے لیکن اُردو کا سافٹ وئیر استعمال نہیں کیا۔ کرونا کے وقت آن لائن تدریس شروع کی گئی لیکن ملک کے تمام حصّوں میں عملدرآمد نہ ہو سکا کیوں کہ اکثر اسکولوں کا حال سرکاری اسکولوں جیسا تھا کہ اساتذہ اور طلبہ کو کمپیوٹر کا استعمال ہی نہیں آتا تھا۔

نیم سرکاری اسکولوں میں تین قسم کے رویے دیکھے گئے۔ ۵۰ فی صد اساتذہ کی رائے ہے کہ ہمارے اسکول بند ہونے کے بعد آن لائن تدریس نہیں ہوئی ہم نے طلبہ کو گروپ کی صورت میں ہفتے میں ایک بار اسکول بلایا زیادہ طلبہ غیر حاضر ہوتے تھے جس کی وجہ سے وہ کام یا سبق کو صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتے تھے۔ طلبہ کو یہ مسئلہ تھا کہ وہ دور سے آتے ہیں گاڑیاں بند ہو گئی تھیں جس کی وجہ سے وہ غیر حاضر ہوتے۔ والدین کو مشکل تھی کہ وہ اپنے بچوں کو دور دراز علاقوں میں رہنے کی وجہ سے اسکول نہیں لا سکتے تھے۔ ہر ہفتے آکر کام لینا اور دینا ان کے لیے مشکل تھا۔

نیم سرکاری اسکول جو دیہی علاقوں میں ہیں ان کے ۵۰ فی صد اساتذہ کا خیال ہے کہ لوگوں کے پاس موبائل فون نہیں ہیں یا جو ہیں ان کے اوپر انٹرنیٹ نہیں چلتا اس لیے آن لائن تعلیم نہیں دی جاسکتی نیم سرکاری اسکول کے اساتذہ کے پاس بھی یہ سہولت نہیں ہیں۔ اساتذہ اور طلبہ دونوں کو یہ مشکلات پیش آئیں۔

نیم سرکاری اسکول جن میں فوجی فاونڈیشن جیسے اسکولوں کے پاس زیادہ سرمایہ نہیں ہوتا اور اکثر اسکول پس ماندہ جگہوں پر ہوتے ہیں جہاں غریب لوگوں یا متوسط طبقے کے لوگوں کے بچے پڑھنے جاتے ہیں۔ وسائل کی کمی ہے۔ ایسے میں کیسے وہ آن لائن تعلیم حاصل کرسکتے ہیں؟ وہ اس طرح کی جدید سہولیات اپنے بچوں کو مہیا نہیں کرسکتے۔ یہاں کے اساتذہ بھی ایسے ہی گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کو بھی جدید تعلیمی نظام کا نہیں پتہ ان کو خود جو آتا ہے بچوں کو سکھا دیتے ہیں پھر ایسے علاقوں میں والدین بھی خواندہ نہیں ہیں اگر والد پڑھا لکھا ہے تو والدہ زیادہ پڑھی لکھی نہیں ہوں گی۔ ایسی صورت حال میں کہاں آن لائن تدریس ہو سکتی ہے؟

اس سروے کے بعد میں نے جو طلبہ اور اساتذہ سے سوالات پوچھے تھے ان سوالات کے مطابق جدول بنائی ہے۔ جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتنے فی صد کون سے مسائل پیش آئے ہیں۔

تقسیم جواب دہندگان (طلبہ)، نیم سرکاری اسکول، بلحاظ سوال

سوال نمبر ا: آن لائن تدریس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

تعداد طلبہ	مکمل جانتے ہیں	بہت کم جانتے ہیں	بالکل نہیں جانتے
۵	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد	۴۰ فی صد

سوال نمبر ۲: آن لائن اُردو تدریس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

تعداد طلبہ	مکمل جانتے ہیں	بہت کم جانتے ہیں	بالکل نہیں جانتے
۵	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد	۴۰ فی صد

سوال نمبر ۳: آن لائن اُردو تدریس میں استاد کا طریقہ کار آپ کو کیسا لگا؟

تعداد طلبہ	آن لائن کلاس ہوئی	آن لائن کلاس ہی نہیں ہوئی	اسکول آکر ہوم ورک لے جاتے
۵	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد	۴۰ فی صد

سوال نمبر ۴: آن لائن اُردو تدریس کے دوران تدریسی مواد دیا جاتا رہا ہے؟ وہ تدریسی مواد کس صورت میں مہیا کیا جاتا رہا ہے؟

تعداد طلبہ	سافٹ فائلز مہیا کی گئیں	ہارڈ کاپیز مہیا نہیں کی گئیں	ہارڈ کاپیز دی گئیں
۵	۴۰ فی صد	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد

سوال نمبر ۵: آن لائن اُردو تدریس میں کس حوالے سے زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے؟

(پڑھنا / لکھنا / سُننا / سمجھنا)

تعداد طلبہ	آن لائن پڑھنے میں مشکل	آن لائن لکھنے میں مشکل	آن لائن سُننے میں مشکل	آن لائن سمجھنے میں مشکل
۵	۲۰ فی صد	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد	۲۰ فی صد

سوال نمبر ۶: اُردو کی آف لائن اور آن لائن کلاس کا موازنہ کیا جائے تو آپ کی رائے کیا ہو گی؟

تعداد طلبہ	آن لائن کلاسز آف لائن سے بہتر ہیں۔	آف لائن کلاسز آن لائن کلاسز سے بہتر ہیں۔
۵	۴۰ فی صد	۶۰ فی صد

سوال نمبر ۷: اُردو کی آن لائن کلاس میں اسباق پڑھ کر سنانے میں ٹیکسٹ بک کا سہارا لینا پڑتا ہے یا سکرین پر متن نظر آرہا ہوتا ہے؟

تعداد طلبہ	سکرین ریڈنگ کا سہارا لیا گیا	صرف اسباق پڑھ کر سُنائے	متن آن لائن نہیں پڑھایا گیا

		گئے	
۵	صفر فی صد	۴۰فی صد	۶۰فی صد

سوال نمبر ۸: اُردو استاد کی طرف سے دی گئی تحریری مشق کے لیے کاغذ، پن استعمال کرتے ہیں یا کی بورڈ کی مدد سے کمپیوٹر میں ہی لکھ لیتے ہیں؟

تعداد طلبہ	کی بورڈ استعمال کیا گیا	کاغذ پن استعمال کیا گیا	آن لائن تحریری مشق نہیں ہوئیں
۵	صفر فی صد	۸۰فی صد	۱۰فی صد

سوال نمبر ۹: آپ نے اُردو کے آن لائن تعلیمی مواد کی تلاش میں سرچ انجن میں اُردو جملہ لکھا اور کیا کمپیوٹر میں دیا گیا اُردو فونٹ با آسانی سمجھ آتا ہے؟

تعداد طلبہ	جی ہاں	نہیں	مشکل سے سمجھ آتا تھا
۵	۲۰فی صد	۴۰فی صد	۴۰فی صد

سوال نمبر ۱۰: اُردو میں امتحانات کے دوران آپ کو کون کون سی مشکلات در پیش آئی ہیں؟

تعداد طلبہ	آن لائن امتحان ہوا ہی نہیں	ٹائپنگ نہیں آتی تھی	تجربہ نہیں تھا
۵	۲۰فی صد	۶۰فی صد	۲۰فی صد

تقسیم جواب دہندگان (اُساتذہ)، نیم سرکاری اسکول، بلحاظ سوال

سوال نمبر ۱: آپ اُردو کی آن لائن تدریس میں تدریسی مواد بھی طلبہ کو مہیا کرتے رہے ہیں؟

تعداد اُساتذہ	سافٹ تدریسی مواد موجود نہیں تھا	سافٹ تدریسی مواد مہیا کیا گیا ہے
۵	۴۰فی صد	۶۰فی صد

سوال نمبر ۲: اُردو کی آن لائن کلاس میں طلبہ پُر اعتماد ہو کر حصہ لیتے ہیں یا نہیں اگر حصّہ نہیں لیتے تو کیوں؟

تعداد اُساتذہ	جی ہاں	نہیں	انٹرنیٹ میسر نہیں تھا
۵	۲۰فی صد	۶۰فی صد	۲۰فی صد

سوال نمبر ۳: آپ اُردو کا تدریسی مواد آن لائن مہیا کرنے کے لیے مطلوبہ شکل (پی ڈی ایف، پاور پوائنٹ، سلائیڈز وغیرہ) میں تیار کر سکتے ہیں؟

تعداد اُساتذہ	جی	نہیں
۵	۴۰ فی صد	۶۰ فی صد

سوال نمبر ۴: اُردو کی تحریری مشق کے لیے کی بورڈ ٹائپنگ کرواتے ہیں یا کاغذ اور پنسل سے لکھنے کو ترجیح دیتے ہیں؟

تعداد اُساتذہ	کی بورڈ	کاغذ اور پنسل
۵	صفر فی صد	۱۰۰ فی صد

سوال نمبر ۵: آن لائن اُردو تدریس میں کس حوالے سے زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے؟
(پڑھنا / لکھنا / سُننا / سمجھنا)

تعداد اُساتذہ	پڑھنا	لکھنا	سننا	سمجھنا
۵	۲۰ فی صد	۲۰ فی صد	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد

سوال نمبر ۶: کمپیوٹر اور موجودہ تدریسی ایپلیکیشنز آن لائن اُردو تدریس کے لیے معاون ثابت ہو رہے ہیں؟

تعداد اُساتذہ	جی ہاں	نہیں
۵	۸۰ فی صد	۲۰ فی صد

سوال نمبر ۷: آپ کو نصاب کو مکمل کرنے میں کیا مشکل پیش آ رہی ہے؟

تعداد اُساتذہ	آن لائن حاضری میں کمی پائی گئی	کوئی مشکل پیش نہیں آئی
۵	۸۰ فی صد	۲۰ فی صد

سوال نمبر ۸: اُردو کی آف لائن اور آن لائن کلاس کا موازنہ کیا جائے تو آپ کی رائے کیا ہو گی؟

تعداد اُساتذہ	آف لائن کلاس بہتر ہے	آن لائن کلاس بہتر ہے

۵	۸۰فی صد	۲۰فی صد

سوال نمبر۹: آپ نے اُردو کے آن لائن تعلیمی مواد کی تلاش میں سرچ انجن میں اُردو جملہ لکھا اور کیا طلبہ کمپیوٹر میں دیا گیا اُردو فونٹ با آسانی سمجھ جاتے ہیں یا ان کو مشکل پیش آتی ہے؟

تعداد اُساتذہ	فونٹ سمجھ آتا تھا	فونٹ سمجھ نہیں آتا تھا	دوسری ایپلیکیشنز سے مدد لی
۵	۲۰فی صد	۴۰فی صد	۴۰فی صد

سوال نمبر۱۰: امتحانات کی تیاری اور طلبہ سے اُردو میں امتحانات لینے کے دوران آپ کو کون کون سی مشکلات درپیش آئی ہیں؟

تعداد اُساتذہ	تمام طلبہ وقت پر آن لائن نہ ہوئے	آن لائن امتحان دینے کا تجربہ نہیں تھا	انٹرنیٹ کنکشن کا مسئلہ
۵	۲۰فی صد	۴۰فی صد	۴۰فی صد

حوالہ جات

۱۔ معین الدین، اردو زبان کی تدریس، قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، نئی دہلی،۲۰۰۹ء، ص ۱۰۷

۲۔ انعام اللہ خان شروانی، پروفیسر، تدریس زبان اردو، ساوتری (آفسٹ پرنٹنگ ڈویژن) کلکتہ،۱۹۸۹ء، ص ۱۲۶

۳۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، تدریس اردو، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد،۲۰۰۳ء، ص ۱۸۲

باب چہارم:

نجی تعلیمی اداروں کی آن لائن اُردو تدریس، مسائل وامکانات

نجی تعلیمی اداروں کو پرائیویٹ تعلیمی ادارے بھی کہتے ہیں۔ یہ ادارے مکمل طور پر خود مختار اور انگلش میڈیم ہوتے ہیں ۔ان میں اُردو صرف ایک مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔پاکستان میں اشرافیہ طبقہ (elite class)کافی زیادہ ہے جن میں جاگیر دار، صنعت کار، کارخانہ دار، اعلیٰ عہدے دار ،ڈاکٹرز وغیرہ ۔ یہ لوگ اپنے بچوں کو نجی تعلیمی اداروں میں داخل کرانے پر زور دیتے ہیں کیوں کہ ان کا خیال ہے کہ ہمارے بچے انگلش میڈیم میں پڑھ کر باہر کے ممالک میں نوکریاں کریں گے انھوں نے کون سا پاکستان میں رہنا ہے جو اُردو میڈیم میں پڑھیں۔ کچھ تو اپنے بچوں کو "اُو"لیول اور "اے" لیول کراتے ہیں اس میں اُردو زبان کو ہٹوا ہی دیتے ہیں کہ ہمیں ضرورت نہیں اُردو پڑھنے کی بس سمجھ آجاتی ہے اتنی ہی بہت ہے۔

ہمارے ہاں جو بچہ انگلش میڈیم میں پڑھتا ہے اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔پاکستانیوں نے تو ایسے اسکول کھولنے کو کاروبار بنالیا ہے، ہر گلی محلے میں نجی تعلیمی ادارے کھل گئے ہیں جو جتنی زیادہ فیس رکھے گا اتنا ہی اعلیٰ اسکول ہو گا اور انگلش بولنا معیار کرار دے دیا چاہے وہاں صرف نام کی تعلیم دی جارہی ہو بچہ تہذیب وادب سے کوسوں دُور ہو رہے ہیں۔ ملک تو آزاد ہو گیا ہم ابھی تک آزاد نہیں ہوئے ایسے والدین اپنی مادری زبان اور قومی زبان بولنا اپنی توہین سمجھتے ہیں وہ انگلش بولتے ہیں اور فخر سے سر اونچا کر کے کہتے ہیں ہمارے بچے کو اُردو بولنی نہیں آتی وہ تو صرف انگلش بولتا اور سمجھتا ہے۔ نجی اسکول والوں نے اپنے اسکولوں کے نام بھی انگریزی طرز کے رکھے مثلاً "بیکن، روٹس، سَن رائیز، ایجوکیٹر، سٹی" وغیرہ۔

نجی تعلیمی اداروں کا اپنا تعلیمی نصاب ہوتا ہے وہ زیادہ تر آکسفورڈ اور کیمبرج کی نصابی کتب اپنے اسکولوں میں لگاتے ہیں۔ جس میں غیر ملکی اور غیر مسلم مصنفین کی کتب شامل ہیں۔ان کے مطابق پاکستانی کتب ہمارے معیار کے مطابق نہیں ہیں۔ نصاب بھی باہر کا پڑھایا جاتا ہے خود سے ترتیب نہیں دیتے۔ان پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں جدید نظام تعلیم رائج ہے۔ طلبہ کو ہر قسم کی سہولیات دی جاتی ہیں۔ عمارت، فرنیچر، لیب، انٹرنیٹ

کی سہولت وغیرہ۔ نجی اسکولوں کے زیادہ تر اساتذہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں جدید طریقہ تدریس سے واقف ہوتے ہیں۔ وہ اپنی تدریس کے دوران سمعی و بصری معاونات کا استعمال زیادہ کرتے ہیں جس سے طلبہ کی تدریس موثر انداز سے ہوتی ہے۔ نرسری سے ہی طلبہ کو کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ پر کام کروایا جاتا ہے۔ یہ ادارے نئی ٹیکنالوجی کو اپنے بچوں میں متعارف کرواتے ہیں تاکہ طلبہ یہاں سے فارغ التحصیل ہوں اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے دنیا میں کہیں بھی جائیں ان کو سب علم ہو۔ نجی اسکولوں اور کالجز میں اساتذہ کو اچھی تنخواہ دی جاتی ہیں۔

میرے مقالے ”پاکستان میں آن لائن اُردو تدریس کے مسائل اور امکانات“ کے مطابق آخری مرحلہ نجی اسکولوں کا سروے تھا۔ اس سروے کے بارے میں لکھنے سے پہلے میں اپنا تجربہ بتاؤں، تو کچھ اچھا نہ تھا، کیوں کہ سرکاری اسکولوں اور نیم سرکاری اسکولوں میں مجھے اساتذہ اور طلبہ سے بات کرنے کی آسانی سے اجازت مل گئی۔ انھوں نے کافی اچھے سے سوالات کے جوابات دیئے اور کوئی مسئلہ نہیں ہوا لیکن نجی تعلیمی اداروں کا رویہ متعصبانہ تھا۔ بہت سے اسکولوں نے اجازت ہی نہیں دی کہ میں طلبہ یا اساتذہ سے سوالات کر سکوں جس کی وجہ سے مجھے کافی پریشانی اٹھانی پڑی۔ چند نجی اسکولوں نے اجازت دی اور میں اپنا سروے مکمل کر پائی۔

سرکاری اسکولوں اور نیم سرکاری اسکولوں کی طرح نجی اسکولوں میں بھی آن لائن اُردو تدریس کے مسائل کے بارے میں سروے کیا ان کے جوابات کے مطابق مندرجہ ذیل معلومات حاصل ہوئیں۔

الف: نجی تعلیمی اداروں میں آن لائن اُردو کا معیار اور مواد کی عدم دستیابی

نجی تعلیمی ادارے پاکستان میں وافر تعداد میں قائم ہو چکے ہیں۔ پہلے یہ بڑے بڑے شہروں میں قائم کیے گئے تھے لیکن اب یہ ہر گلی کوچے، گاؤں، شہر میں ہیں۔ بہت سے نجی اسکولوں کی شاخیں (branches) مختلف شہروں میں بھی قائم ہو چکی ہیں۔ کرونا کے وقت تمام تعلیمی اداروں نے آن لائن تدریس شروع کی۔ جتنی جس کی استعداد تھی اس نے اسی طرح طلبہ کو سہولت مہیا کی۔ شہروں میں جہاں انٹرنیٹ کا مسئلہ نہیں تھا ان بڑے

شہروں میں بھی بہت سے اسکولوں میں آن لائن تدریس نہیں دی گئی۔ میں نے راولپنڈی، اسلام آباد کے نجی اسکولوں کا سروے کیا۔ انھوں نے بھی بتایا کہ انٹرنیٹ کی سہولت نہیں تھی۔ انھوں نے بھی سرکاری و نیم سرکاری اسکولوں کی طرح ہی بچوں کو پڑھایا۔ اساتذہ کو انگریزی میں کمپیوٹر پر کام کرنا تو آتا تھا لیکن اُردو زبان کے فونٹ کا علم نہ تھا یا اُردو کی (key) بورڈ کا استعمال ہی نہیں کیا۔ اساتذہ کو ورک شیٹ بنانے میں دقت پیش آئی اور سرچ انجن میں انگریزی، حساب، سائنس کی ویڈیو اور ورک شیٹ آسانی سے مل جاتی تھیں لیکن اُردو کی نہیں ملتی تھیں۔ ویڈیو بھی جو ملتی وہ ہندی زبان میں ہوتی ہیں اُردو میں نہیں تھی۔ مواد کی عدم دستیابی کی وجہ سے آن لائن تدریس کا عمل صحیح نہیں ہوا۔ والدین نے بھی اس چیز کی شکایت کی کہ فیس تو اتنی زیادہ لے لیتے ہیں لیکن سہولیات مہیا نہیں کرتے۔ چند اسکولوں نے ورک شیٹ بنائیں اور وہ طلبہ کو سافٹ کاپی کی صورت میں مہیا کیں اس کے علاوہ انھوں نے ویڈیو بھی شیئر کیں۔ آن لائن کلاسز لی گئیں اسی دوران استاد طلبہ کو چیٹ کے ذریعے لنک بھیج دیتے تاکہ طلبہ ان کو خود سے کھول لیں۔ آن لائن تدریس سے والدین کافی خائف لگے ان کا کہنا تھا کہ باقی مضامین تو بہتر طریقے سے پڑھائے گئے لیکن اُردو پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔ گلی محلے والے نجی اسکولوں کے حالات تو سرکاری اسکولوں سے بھی بدتر تھے۔ ان کو کوئی اُردو کا تدریسی مواد مہیا نہیں کیا گیا۔ نہ ہی آن لائن کلاسز ہوئیں۔ ان کو اسکول بلایا جاتا تھا گروپ کی شکل میں اور کام دے دیا جاتا تھا کہ گھر جا کر کریں اور اگلے ہفتے آکر جمع کرائیں اب چاہے ان کو سبق سمجھ آئے یا نہ آئے یہ ادارے کا مسئلہ نہیں ہے۔

ب: آن لائن امتحانات میں نقل کا بڑھتا ہوا رجحان

جن نجی اسکولوں میں آن لائن امتحانات لیے گئے ان کے اساتذہ نے بتایا کہ پرچے کے دوران بچوں نے خوب نقل کی انھوں نے کتاب کھول کر پرچہ حل کیا۔ اساتذہ نے بتایا کہ بچوں کے اندر نقل کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے بل کہ ان کا کہنا ہے کہ آف لائن یعنی اسکول آنے کے بعد بھی ان کے جب امتحان لیا گیا تو انھوں نے کہا کہ آن لائن امتحان اچھے تھے آرام سے گھر بیٹھ کر کتاب سے دیکھ کر پرچے حل کر لیے تھے۔ اُردو کا معروضی پرچہ گوگل فارم پر بنایا جاسکتا ہے اس کے علاوہ جس طرح دوسرے مضامین کے پرچے بنتے ہیں ان پرچوں کو طلبہ

اسی وقت کمپیوٹر پر ہی ٹائپ کر کے جواب لکھ دیتے تھے کیوں کہ وہ انگریزی میں تھے لیکن اُردو کا پرچہ نہیں کر سکتے کیوں کہ ان کو اُردو کی بورڈ استعمال کرنی نہیں آتی تو وہ کیسے جواب لکھتے۔ گوگل فارم کا پرچہ اتنا آسان کہ اس سے بچوں کی قابلیت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

اساتذہ کی رائے کے مطابق طلبہ امتحانات میں بالکل بھی سنجیدہ نہیں تھے۔ پڑھائی کا بہت حرج ہوا ہے۔ جن نجی اسکولوں میں آن لائن تدریس سرے سے ہوئی ہی نہیں انھوں نے گروپ کی شکل میں اسکول بلایا اور ان سے امتحان لیے گئے۔ ان کے استاد مطمئن تھے ان کی رائے تھی کہ امتحان اسکول میں ہی ہونے چاہیے اس طرح استاد طلبہ کو دیکھ رہا ہوتا ہے اس لیے نقل کا احتمال کم ہوتا ہے۔ نصاب بھی مکمل نہیں ہوا تھا اس لیے اساتذہ نے طلبہ کو کم نصاب دیا اور سوالات بتا دیے تھے جن کو طلبہ نے آسانی سے حل کر لیا اور امتحان پاس کر لیے۔

ج: املا، رموز او قاف، قواعد کے مسائل اور سہولیات

اُردو میں درست املا سے لکھنا اور اُردو کو صحیح تلفظ سے پڑھنا یہ اہم مسائل ہیں۔ اُردو ایک مضمون نہیں ہے جس کی ہم اپنے تعلیمی اداروں میں تدریس کرتے ہیں۔ اُردو ہماری قومی زبان ہے ہماری پہچان ہے۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے اُردو تعلیم کے معیار کا حقیقت پسند تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> "ہمارے ملک میں ان بچوں کو جن کی مادری زبان اُردو ہے، اس زبان کی تعلیم پہلے درجے سے ہائر سیکنڈری تک یعنی دس بارہ سال دی جاتی ہے تب کہیں جا کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اُردو زبان پڑھ لی۔ بعض طالب علم اُردو زبان میں مہارت بہم پہنچانے کے لیے اسے مزید پانچ سال یعنی ایم۔ اے تک پڑھتے ہیں۔ لیکن اس سولہ برس کی تعلیم کے باوجود اگر کسی ہونہار سے ہونہار فارغ التحصیل ایم۔ اے کا امتحان پنی سازی، سادہ کاری، مال گذاری، ظروف سازی، اسپ شناسی یا کسی بھی خاص پیشے کی اصطلاحات میں لینا چاہیں تو اسے بڑی حد تک نابلد پائیں گے۔"[۱]

زبان کا رسم الخط ہی اُس کو زندگی بخشتا ہے۔ اُردو کی لکھائی اور رسم الخط کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ کمپیوٹر پر پاکستان میں نوری نستعلیق کا ہی رسم الخط استعمال ہوتا ہے۔ اُردو کا رسم الخط نوری نستعلیق ہے کچھ اس کو نسخ میں بھی لکھتے ہیں لیکن وہ فارسی دان استعمال کرتے ہیں۔ اب مسئلہ اُردو کو لکھتے ہوئے حروف کی زیادہ تعداد ہونے کی وجہ سے آتا ہے۔ عربی اور فارسی زبان سے زیادہ اُردو کے حروف ہیں یعنی حروف تہجی کی تعداد زیادہ ہے اس وجہ سے اُردو کو سیکھنے میں اور لکھنے میں دقت ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ اُردو میں ایک آواز کے کئی کئی حروف پائے جاتے ہیں۔ مثلاً 'ح، ہ، ھ'' ث، س، ص'' ز، ذ، ظ' وغیرہ۔ تیسری خصوصیت اُردو رسم الخط کی یہ ہے کہ اس میں حروف کہیں پر سالم آتے ہیں اور کہیں سالم نہیں آتے یعنی اپنی ہیت الفاظ کی لکھاوٹ کے مطابق تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ اُردو میں حروف کو جوڑ کر لکھا جاتا ہے جس کی وجہ سے چند حروف کے علاوہ باقی تمام حروف کی آدھی اور درمیانی شکلیں ہوتی ہیں مثلاً 'ہ' کی شروع کی صورت 'ہاتھ' درمیان کی صورت 'پہاڑ' اور آخر کی صورت 'وعدہ' اب طلبہ کو یہ اشکال سیکھنی مشکل ہوتی ہیں۔ ان کو پہچاننے میں دشواری آتی ہے۔ اس کے علاوہ اعراب کا مسئلہ بھی بہت اہم ہے اُردو کی املا میں اعراب کی بہت اہمیت ہے۔ پروفیسر سید محمد سلیم نے اپنی کتاب 'اُردو رَسم الخط' میں عربی اور اُردو کے اعراب کی تعداد کا ذکر کیا ہے کہ:

"اُردو املا کی مشکل اُردو اعراب کی وجہ سے ہے۔ عربی خط میں اعراب کی کُل چھ شکلیں استعمال ہوتی ہیں لیکن اُردو زبان میں اعراب کی بارہ شکلیں رائج ہیں۔"(۲)

عربی زبان میں اعراب لگانے سے اس کی صوت بنتی ہے۔ فارسی زبان میں اعراب ضروری نہیں ہیں لیکن اُردو میں اعراب لگانے اور نہ لگانے سے اکثر الفاظ کے معانی ہی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً 'تِل، تَل، تُل' کَل، کِل، کُل' وغیرہ اب ان الفاظ کو ہی دیکھ لیں کہ صرف 'زیر، زبر، پیش' لگانے سے مطلب بالکل ہی بدل جاتا ہے۔ طلبہ کے لیے سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے اکثر کتب میں اعراب کا خیال نہیں رکھا جاتا جس کی وجہ سے اغلاط تلفظ سے بلند خوانی کی جاتی ہے اب جس طرح پڑھیں گے لکھیں گے بھی ویسے ہی تو غلطیوں تو ہوں گی۔ اُردو مرکب

حروف کا مجموعہ ہے یعنی الفاظ مرکب حروف سے بنتے ہیں ان میں اعراب مطلب دیتے ہیں اس طرح کافی پیچیدگیاں پائی جاتی ہیں جن کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ہمارے ہاں جو درسی کتب ہیں ان میں الفاظ کے اُوپر اعراب عموماً نہیں لگے ہوتے۔املا کی سب سے بڑی وجہ اعرابی نظام کی عدم موجودگی ہے۔

اسکولوں میں طلبہ سے اساتذہ بلند خوانی کرواتے ہیں ان کو صحیح تلفظ اور الفاظ کے ہجے بتاتے ہیں غلط تلفظ کی نشان دہی کرتے ہیں۔ پھر طلبہ لکھائی کرتے ہیں اُس وقت بھی اساتذہ بروقت ان کی اغلاط کو درست کروادیتے ہیں۔اس کے علاوہ اساتذہ صحیح تلفظ کو ادا کرنے کے لیے اُردو لغت کا استعمال بھی کرواتے ہیں۔ لیکن مسئلہ کووڈ ۱۹ کے وقت پیش آیا جب کلاسز آن لائن شروع ہوئیں۔اس میں طلبہ پڑھائی نہیں کرتے تھے۔خود سے اُردو لغت کا استعمال نہیں کرتے تھے ان کو اُردو لغت سے استفادہ کرنے کی سوچ ہی نہیں آتی تھی۔آن لائن تدریس کے دوران طلبہ کو آواز صحیح نہیں آتی تھی اسکرین پر متن دکھایا نہیں جاتا تھا یا بہت کم دکھایا جاتا اکثر طلبہ کو اسکرین صحیح طریقے سے نظر ہی نہیں آتی، شور بہت ہوتا آواز واضح سُنائی نہ دیتی، کچھ کے انٹرنیٹ بار بار بند ہو جاتا جس کی وجہ سے ادھوری بات سمجھ آتی، کچھ طلبہ آدھی کلاس ہونے کے بعد کلاس میں حاضر ہوتے ،اس طرح بے شمار مسائل پیش آئے جس کی وجہ سے پڑھائی اس طرح اساتذہ نہ کرواسکے جس طرح روبرو کلاس میں کروائی جاتی ہے۔پڑھائی نہ ہونے کی وجہ سے الفاظ کی پہچان نہ ہوسکی جس کی وجہ سے املا میں بے شمار غلطیاں ہوئیں۔

جس طرح املا کا مسئلہ ہوا اسی طرح رموزِاوقاف اُردو کی لکھائی میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔اُردو میں جملے کو سمجھنے کے لیے رموزِ اوقاف کی ضرورت ہوتی ہے۔رموز واوقاف علامات کا ایک مجموعہ ہے جو مختلف اوقات میں جملے میں استعمال ہوتے ہیں۔اس کی عدم موجودگی میں اُردو کے جملوں میں حدِفاضل کا تعین کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کہاں جملے میں سکتہ ہے، کہاں وقفہ ہے، کہاں سوال پوچھا جارہا کہاں ،غصے کا یا حیرانی کا اظہار ہو رہا ہے ان سب کے لیے علامات ضروری ہیں اور وہ تب لگائی جاتی ہیں جب آپ کو اس کے بارے میں صحیح علم ہو۔

محمد احسن خان نے کہا

”رموزاوقاف کے بارے میں مضمون یامقالہ لکھتے وقت سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اوقاف سے کیامراد ہوتی ہے؟بقول بابائے اُردو مولوی عبدالحق اوقاف یاوقفے ان علامتوں کو کہتے ہیں جو ایک جملے کو دوسرے جملے سے یا کسی جملے کے ایک حصّے کو دوسرے حصّوں سے علیحدہ کریں۔ان کی مدد سے ذہن جملے یاجزوجملہ کی اصلی اہمیت جان لیتاہے،مطلب سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے، نظر کو سکون بھی ملتاہے اور وہ تھکنے نہیں پاتی۔“(۳)

دیگر اہلِ علم کے نزدیک رموزاوقاف کی تعداد گیارہ ہے۔اکثر کتب میں رموزاوقاف کو استعمال نہیں کیاگیا ہوتاوہ اس لیے کہ وہ ان کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے جس کی وجہ سے طلبہ نے چوں کہ آن لائن تدریس کے وقت زیادہ کام خود سے کیاانھوں نے گھر کے کام اور امتحانی پرچوں میں اُردو لکھتے ہوئے رموزاوقاف کا استعمال شاذونادرہی کیا کیوں کہ وہ ان کے استعمال سے واقف ہی نہیں تھے یااگر تھے بھی تو چند ہی رموز اوقاف سے واقف ہیں مثلاً”ختمہ،سوالیہ، قوسین اور واوئین“اس کے علاوہ حکم ندائیہ کااستعمال توبالکل ہی ختم ہو گیاہے۔

کسی بھی زبان کی ساخت،الفاظ کی اقسام،جملوں کی ترتیب،ان کے اصول وضوابط کے نظام کو قواعدیا گرامر کہتے ہیں۔اُردوزبان کو بولنے، سمجھنے، پڑھنے اور لکھنے کے لیے قواعد کاعلم ضروری ہے۔

”قواعد کسی زبان کو زندہ رکھنے اور اسے تراشنے اور سنوارنے میں نہایت اہم ہیں۔قواعد صرف کتابیں، معلومات، اصولوں اور ضابطوں کا نام نہیں ہے بلکہ قواعد چلتی پھرتی اور بولی جانے والی زبان سے متعلق ہے۔ماہرینِ قواعد کاکام زبان کے اصولوں اور ضابطوں کی ترتیب اور اصلاح ہے۔“(۴)

قواعداس زبان کی روح ہے اب اُردوزبان کی تدریس کے دوران اساتذہ کوان اصولوں کو مدنظر رکھ کر پڑھانا پڑتا۔روبروپڑھاتے ہوئے توان باتوں کا آسانی سے خیال رکھا جاسکتاہے۔طلبہ کو تخلیقی کام کرواتے ہوئے

استاد "صرف و نحو" کا خیال رکھتے ہیں اور طلبہ کی غلطیوں کی بروقت نشان دہی کر کے اصلاح کر دیتے ہیں لیکن آن لائن تدریس کے دوران یہ ناممکن ہو گیا کیوں کہ طلبہ نے تخلیقی کام کیا ہی نہیں۔ جو تھوڑا بہت تخلیقی کام ہوا وہ اساتذہ نے اسکرین پر لکھا ہوا دیکھا دیا اس کو تمام طلبہ نے نقل کر کے لکھ لیا۔ نجی اسکول کے اساتذہ نے سلائیڈز بنا کر طلبہ سے کام کروایا لیکن طلبہ نے خود سے بہت کم تخلیقی کام کیا جس کی وجہ سے اُردو قواعد کا صحیح طریقے سے استعمال نہیں کیا۔ آن لائن تدریس میں طلبہ اور اساتذہ کو اُردو کی املا، رموزاو قاف اور قواعد میں بہت مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ بہت کم اداروں نے اس کا تدارک کیا لیکن زیادہ تر اسکولوں میں باقی مضامین کے بدلے اُردو کے حالات مخدوش ہوتے جا رہے ہیں۔ ان سب مسائل کی اصل وجہ جدید ٹیکنالوجی سے دُوری ہے۔ کمپیوٹر لیباٹریاں ہونے کے باوجود ان کا استعمال کرنا نہیں آتا۔ طلبہ کو اُردو ٹائیپنگ کا علم نہیں ہے۔ انگریزی، سائنس وغیرہ کا کام کمپیوٹر پر آسانی سے کر لیتے ہیں پر اُردو کا کام نہیں کر پاتے کیوں کہ اُردو کی بورڈ استعمال کرنا نہیں آتا۔

د: اساتذہ اور طلبہ کو درپیش مسائل و مشکلات

نجی اسکولوں کے سروے کے دوران ان باتوں کا اندازہ ہوا کے اساتذہ اور طلبہ کو کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اساتذہ کے مطابق طلبہ کی اُردو میں عدم دلچسپی کی ایک بڑی وجہ اُردو کے مضمون کو اہمیت نہ دینا ہے۔ والدین کا خیال یہ ہے کہ ہمارے بچوں نے پاکستان میں تو رہنا نہیں ہے یہاں سے پڑھ کر وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ چلے جائیں گے تو اُردو کو پڑھ کر کیا کریں گے۔ اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے والدین بچوں کو انگریزی، جرمن اور چائینز زبان سکھانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں پر اپنی قومی زبان سے اُکتاہٹ نظر آتی ہے۔

نجی اسکولوں میں ۷۰ فی صد اساتذہ اور طلبہ کمپیوٹر کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ ان کو ایم ایس ورڈ پر ورک شیٹ اور سلائیڈز بنانی نہیں آتی۔ اساتذہ اور طلبہ کو اُردو کے "کی بورڈ" کا استعمال ہی نہیں آتا۔

٦٠ فی صد اساتذہ کی رائے ہے کہ اسکول بند ہونے کی وجہ سے آن لائن کلاس میں طلبہ کی حاضری بہت ہی کم ہو گئی تھی۔ طلبہ اسکول ہی نہیں آتے تھے۔ جس کی وجہ سے تعلیم کے عمل میں کوئی خاص بہتری نہیں آئی۔

۵۰ فی صد اساتذہ کی رائے ہے کہ کرونا کی وجہ سے چوں کہ طلبہ دور دراز علاقوں میں رہتے ہیں تو وہ وہاں سے اسکول آ نہیں سکتے اور ہر ہفتے آ کر کام لینا اور دینا ان کے لیے مشکل ہے۔

۹۰ فی صد اساتذہ کا خیال ہے کہ لوگوں کے پاس اینڈرائیڈ موبائل فون نہیں ہیں، اس لیے آن لائن تعلیم نہیں دی جا سکتی۔ سرکاری اسکول کے اساتذہ کے پاس بھی یہ سہولت نہیں ہیں۔

کچھ نجی اسکول کے پاس زیادہ سرمایہ نہیں ہوتا اور وہ پس ماندہ جگہوں پر ہوتے ہیں جہاں غریب لوگوں یا متوسط طبقے کے لوگوں کے بچے پڑھنے جاتے ہیں۔ ایسے خاندانوں میں بچوں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے اور وسائل بھی کم ہوتے ہیں۔ گھر کے سربراہ کے پاس فون ہوتا ہے ایسے میں کیسے وہ آن لائن تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ۸۰ فی صد غربت کی چکی میں پس رہے ہیں وہ یہ جدید سہولیات اپنے بچوں کو مہیا نہیں کر سکتے۔

آن لائن تدریس میں طلبہ کو فونٹ کا مسئلہ پیش آیا کہ جو استاد فائل میل کرتے یا واٹس ایپ پر فائل بھیجتے وہ فائل کھلتی ہی نہیں تھی اگر کھلتی وہ گڈ مڈ ہوتی یعنی ادھر کے الفاظ اُدھر ہو جاتے یا لکھائی نوری نستعلیق نہ ہوتی کسی اور فونٹ میں کھل جاتی۔ گنتی الٹی ہو جاتی۔ جملوں کی ترتیب بدل جاتی جس کی وجہ سے متن پڑھ نہیں سکتے۔ فونٹ کا مسئلہ بہت بڑا مسئلہ تھا کیوں کہ جب کوئی فائل میل کی جاتی تو اس کا فونٹ خراب ہو جاتا اور وہ فونٹ طلبہ کو سمجھ ہی نہیں آتا تھا کہ لکھا کیا ہے جس کی وجہ سے وہ کام غلط کر دیتے۔ اس کا حل اساتذہ نے یہ نکالا کہ "ورڈ کی فائل" کو "پی ڈی ایف" میں تبدیل کر کے بچوں کو بھیج دیتے۔ اب اس میں بھی یہ مسئلہ تھا کہ "پی ڈی ایف" ہر کمپیوٹر، لیپ ٹاپ یا موبائل پر یہ ایپ نہ ہونے کی وجہ سے فائل کھلتی ہی نہیں۔ جس وجہ سے ان کے کام کا بہت حرج ہوا۔

تقسیم جواب دہندگان (طلبہ)، نجی اسکول، بلحاظ سوال

سوال نمبر ۱: آن لائن تدریس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

تعداد طلبہ	مکمل جانتے ہیں	بہت کم جانتے ہیں	بالکل نہیں جانتے
۵	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد	۴۰ فی صد

سوال نمبر ۲: آن لائن اُردو تدریس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

تعداد طلبہ	مکمل جانتے ہیں	بہت کم جانتے ہیں	بالکل نہیں جانتے
۵	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد	۴۰ فی صد

سوال نمبر ۳: آن لائن اُردو تدریس میں استاد کا طریقہ کار آپ کو کیسا لگا؟

تعداد طلبہ	آن لائن کلاس ہوئی	آن لائن کلاس ہی نہیں ہوئی	اسکول آکر ہوم ورک لے جاتے
۵	صفر فی صد	۴۰ فی صد	۶۰ فی صد

سوال نمبر ۴: آن لائن اُردو تدریس کے دوران تدریسی مواد دیا جاتا رہا ہے؟ وہ تدریسی مواد کس صورت میں مہیا کیا جاتا رہا ہے؟

تعداد طلبہ	سافٹ فائلز مہیا کی گئیں	ہارڈ کاپیز مہیا نہیں کی گئیں	ہارڈ کاپیز دی گئیں
۵	صفر فی صد	۲۰ فی صد	۸۰ فی صد

سوال نمبر ۵: آن لائن اُردو تدریس میں کس حوالے سے زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے؟
(پڑھنا/لکھنا/سُننا/سمجھنا)

تعداد طلبہ	آن لائن پڑھنے میں مشکل	آن لائن لکھنے میں مشکل	آن لائن سُننے میں مشکل	آن لائن سمجھنے میں مشکل
۵	۲۰ فی صد	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد	۲۰ فی صد

سوال نمبر ٦: اُردو کی آف لائن اور آن لائن کلاس کا موازنہ کیا جائے تو آپ کی رائے کیا ہو گی؟

تعداد طلبہ	آن لائن کلاسز آف لائن سے بہتر ہیں	آف لائن کلاسز آن لائن کلاسز سے بہتر ہیں
۵	۴۰ فی صد	۶۰ فی صد

سوال نمبر ۷: اُردو کی آن لائن کلاس میں اسباق پڑھ کر سنانے میں ٹیکسٹ بک کا سہارا لینا پڑتا ہے یا سکرین پر متن نظر آ رہا ہوتا ہے؟

تعداد طلبہ	سکرین ریڈنگ کا سہارا لیا گیا	صرف اسباق پڑھ کر سُنائے گئے	متن آن لائن نہیں پڑھایا گیا
۵	صفر فی صد	۴۰ فی صد	۶۰ فی صد

سوال نمبر ۸: اُردو استاد کی طرف سے دی گئی تحریری مشق کے لیے کاغذ، پن استعمال کرتے ہیں یا کی بورڈ کی مدد سے کمپیوٹر میں ہی لکھ لیتے ہیں؟

تعداد طلبہ	کی بورڈ استعمال کیا گیا	کاغذ پن استعمال کیا گیا	آن لائن تحریری مشق نہیں ہوئیں
۵	صفر فی صد	۸۰ فی صد	۱۰ فی صد

سوال نمبر ۹: آپ نے اُردو کے آن لائن تعلیمی مواد کی تلاش میں سرچ انجن میں اُردو جملہ لکھا اور کیا کمپیوٹر میں دیا گیا اُردو فونٹ با آسانی سمجھ آتا ہے؟

تعداد طلبہ	جی ہاں	نہیں	مشکل سے سمجھ آتا تھا
۵	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد	۴۰ فی صد

سوال نمبر ۱۰: اُردو میں امتحانات کے دوران آپ کو کون کون سی مشکلات در پیش آئی ہیں؟

تعداد طلبہ	آن لائن امتحان ہوا ہی نہیں	ٹائپنگ نہیں آتی تھی	تجربہ نہیں تھا
۵	صفر فی صد	۸۰ فی صد	۱۰ فی صد

تقسیم جواب دہندگان (اُساتذہ)، نجی اسکول، بلحاظ سوال

سوال نمبر ا: آپ اُردو کی آن لائن تدریس میں تدریسی مواد بھی طلبہ کو مہیا کرتے رہے ہیں ؟

تعداد اُساتذہ	سافٹ تدریسی مواد موجود نہیں تھا	سافٹ تدریسی مواد مہیا کیا گیا ہے
۵	۴۰ فی صد	۶۰ فی صد

سوال نمبر ۲: اُردو کی آن لائن کلاس میں طلبہ پُر اعتماد ہو کر حصہ لیتے ہیں یا نہیں اگر حصّہ نہیں لیتے تو کیوں ؟

تعداد اُساتذہ	جی ہاں	نہیں	انٹرنیٹ میسر نہیں تھا
۵	۲۰ فی صد	۶۰ فی صد	۲۰ فی صد

سوال نمبر ۳: آپ اُردو کا تدریسی مواد آن لائن مہیا کرنے کے لیے مطلوبہ شکل (پی ڈی ایف، پاور پوائنٹ، سلائیڈز وغیرہ) میں تیار کرسکتے ہیں ؟

تعداد اُساتذہ	جی	نہیں
۵	۴۰ فی صد	۶۰ فی صد

سوال نمبر ۴: اُردو کی تحریری مشق کے لیے کی بورڈ ٹائپنگ کرواتے ہیں یا کاغذ اور پنسل سے لکھنے کو ترجیح دیتے ہیں؟

تعداد اُساتذہ	کی بورڈ	کاغذ اور پنسل
۵	صفر فی صد	۱۰۰ فی صد

سوال نمبر ۵: آن لائن اُردو تدریس میں کس حوالے سے زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے؟
(پڑھنا/ لکھنا/ سُننا/ سمجھنا)

تعداد اُساتذہ	پڑھنا	لکھنا	سننا	سمجھنا
۵	۲۰ فی صد	۲۰ فی صد	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد

سوال نمبر ۶: کمپیوٹر اور موجودہ تدریسی ایپلیکیشنز آن لائن اُردو تدریس کے لیے معاون ثابت ہو رہے ہیں؟

تعداد اُساتذہ	جی ہاں	نہیں
۵	۸۰ فی صد	۲۰ فی صد

سوال نمبر ۷: آپ کو نصاب کو مکمل کرنے میں کیا مشکل پیش آ رہی ہے؟

تعداد اُساتذہ	آن لائن حاضری میں کمی پائی گئی	کوئی مشکل پیش نہیں آئی
۵	۸۰ فی صد	۲۰ فی صد

سوال نمبر ۸: اُردو کی آف لائن اور آن لائن کلاس کا موازنہ کیا جائے تو آپ کی رائے کیا ہو گی؟

تعداد اُساتذہ	آف لائن کلاس بہتر ہے	آن لائن کلاس بہتر ہے
۵	۸۰ فی صد	۲۰ فی صد

سوال نمبر ۹: آپ نے اُردو کے آن لائن تعلیمی مواد کی تلاش میں سرچ انجن میں اُردو جملہ لکھا اور کیا طلبہ کمپیوٹر میں دیا گیا اُردو فونٹ با آسانی سمجھ جاتے ہیں یا ان کو مشکل پیش آتی ہے؟

تعداد اُساتذہ	فونٹ سمجھ آتا تھا	فونٹ سمجھ نہیں آتا تھا	دوسری ایپلیکیشنز سے مدد لی
۵	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد	۴۰ فی صد

سوال نمبر ۱۰: امتحانات کی تیاری اور طلبہ سے اُردو میں امتحانات لینے کے دوران آپ کو کون کون سی مشکلات در پیش آئی ہیں؟

تعداد اُساتذہ	تمام طلبہ وقت پر آن لائن نہ ہوئے	آن لائن امتحان دینے کا تجربہ نہیں تھا	انٹرنیٹ کنکشن کا مسئلہ
۵	۲۰ فی صد	۴۰ فی صد	۴۰ فی صد

حوالہ جات

۱۔ گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، اُردو کی تعلیم کے لسانی پہلو، آزاد کتاب گھر، دلی، ۱۹۶۴ء، ص ۱۰

۳۔ سید محمد سلیم، پروفیسر، اُردو رسم الخط، ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء، ص ۸۴

۴۔ محمد احسن خان، اُردو میں رموزِ اوقاف کا استعمال اور اصلاحی تجاویز، (مضمون) مشمولہ: املا و رموزِ اوقاف کے مسائل، مرتبہ اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، ص ۱۸۳

۵۔ محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، لسانیات اور زبان کی تشکیل، مثال پبلیشرز، فیصل آباد، ص ۴۳

باب پنجم:

ماحصل

دورِ حاضر میں تمام دنیامیں آن لائن تدریس کا رجحان پایا جاتا ہے۔ جدید ممالک میں مختلف تعلیمی اداروں میں کرونا سے پہلے بھی کمپیوٹر کے ذریعے تعلیم دی جاتی تھی۔ پاکستان میں بھی ورچوئیل یونی ورسٹی میں کمپیوٹر کے ذریعے تعلیم دی جارہی ہیں۔ کرونا کی وجہ سے کافی تبدیلیاں آئیں جن میں سب سے بڑی تبدیلی آن لائن تدریس تعلیمی اداروں میں دی جانے لگی۔

آن لائن تدریس کے میدان میں ہائیر ایجوکیشن کمیشن بھی اپنا کردار ادا کر رہاہے۔ آن لائن کلاسز کے لیے سوفٹ ویئر، تدریسی مواد اور تربیتِ اساتذہ وغیرہ شامل ہے۔ آن لائن کلاسز کے انعقاد کے لیے درکار آلات کی فراہمی کے لیے یونی ورسٹیوں کو بھی چاہیے کہ کوئی ایسانظام وضع کریں جس سے وہ تمام طلبہ جو ان آلات کو خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کو مالی معاونت فراہم کی جائے اور جامعات اس کام کو جلد از جلد مکمل کریں۔ کرونا جیسی وبایا کسی بھی ہنگامی صورتِ حال میں اداروں کو پہلے سے تیار رہنا چاہیے کہ وہ آن لائن کلاسز کو کسی بھی وقت شروع کر سکیں۔ دورِ حاضر میں نوجوان نسل میں سوشل میڈیا کے بڑھتے ہوئے رجحان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تعلیمی اداروں کو بھی ایسی سرگرمیوں کو متعارف کروانا ضروری ہے جن میں حصّہ لینے کے لیے طلبہ ٹیکنالوجی کا استعمال کریں۔ اس سے نا صرف ان کی توانائیاں درست سمت میں استعمال ہوں گی بل کہ دنیامیں بھی مقام بنایا جاسکے گا۔

الف: مجموعی جائزہ

اس مقالے کا مقصد پاکستان میں آن لائن اُردو تدریس کے مسائل و امکانات کا جائزہ لینا ہے۔ آن لائن تدریس پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کے شعبوں میں ہوتی ہے مثلاًڈاکٹر،انجینئر وغیرہ کے لیکچر ہوتے ہیں لیکن اسکولوں میں

نہیں ہوتی۔ آن لائن چوں کہ فاصلاتی نظام کی ہی ایک جدید صورت ہے۔ جس میں ہزاروں میل کے فاصلے پر بیٹھ کر درس وتدریس کا عمل جاری رکھا جاتا ہے۔

پہلے باب میں فاصلاتی نظامِ تعلیم کی اہمیت اور مطلب کو واضح کیا گیا۔ آن لائن تدریس کا تعارف کیا گیا اور بتایا گیا کہ کیسے فاصلاتی نظامِ تعلیم اور آن لائن نظامِ تعلیم مماثلت رکھتے ہیں اور کہاں ان کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ اسی باب کے دوسرے حصے میں انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کا تعارف پیش کیا گیا کیوں کہ ان کے بغیر آن لائن کا وجود ہی ناممکن ہے۔ اس کے بعد بتایا گیا کہ ہمارے ہاں اُردو کے کتنے سافٹ ویئر کام کر رہے ہیں اور کیسے بنائے گئے ؟ کس نے بنائے ؟ کب بنائے ؟ اُردو زبان دنیا کی تیسری بڑی زبان ہے ۔ کمپیوٹر کی ایجاد چوں کہ انگریزوں نے کی تھی اس لیے اس کی زبان انگریزی ہے لیکن بعد میں دوسری زبانوں کے سافٹ وئیر تشکیل ہوئے جن میں اُردو زبان کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ پاکستان میں بھی لوگوں نے اس پر توجہ دی اور بہت سے سافٹ وئیر بنا لیے۔ ان سافٹ وئیر میں جمیل نوری نستعلیق سب سے زیادہ فونٹ استعمال ہوتا ہے۔ حکومتی سطح پر نادرا کے کارڈ اُردو زبان میں بننے لگے ہیں۔

اس مقالے میں مختلف اسکولوں کا سروے کیا گیا اور اس سروے کے ڈیٹا کے مطابق تمام اسکولوں کی فی صد کے حساب سے اندازہ لگایا گیا کہ کس اسکول میں کیا کیا مشکلات پیش آئیں اور کیوں آئیں ؟ ان اسکولوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا سرکاری اسکول، نیم سرکاری اسکول اور نجی اسکول۔ ان اسکولوں میں جن طلبہ سے انٹرویو لیے گئے وہ جماعت ششم، ہفتم اور ہشتم کے تھے۔ اس کے علاوہ اُردو کے اساتذہ کا بھی انٹرویو لیا گیا۔ ہر اسکول سے پانچ طلبہ اور پانچ اساتذہ سے انٹرویو لیا گیا اور ان سے سوال نامہ پُر بھی کروایا گیا۔

دوسرے باب میں سرکاری اسکولوں کے مسائل اجاگر کیے گئے۔ ان اسکولوں میں سب سے زیادہ مسائل پیش آئے کیوں کہ سرکاری اسکولوں میں بجٹ کی کمی ہوتی ہے۔ اساتذہ اور طلبہ کو وہ سہولیات مہیا نہیں جو نیم سرکاری یا نجی اسکولوں کے طلبہ واساتذہ کو حاصل ہیں ۔ آن لائن تدریس ان اسکولوں میں نہیں ہوئیں ۔ حکومت نے ٹیلی وژن پر صبح سے شام تک ایک ایک گھنٹہ کی پہلی سے دسویں جماعت تک کی پڑھائی کروائی گئی

اور کام کروایا گیا۔ اس طرح کی تدریس یک طرفہ تھی کیوں کہ اس میں استاد خود ہی بولتا رہتا ہے اس کو نہیں معلوم کہ کوئی سُن رہا ہے کہ نہیں ؟ نہ اس کو معلوم ہے کہ اس کا بتایا ہوا کام بھی کوئی کر رہا ہے یا نہیں ؟ اس وجہ سے یہ طریقہ کوئی خاص اہمیت حاصل نہ کر سکا۔ سرکاری اسکول مکمل بند ہو گئے جو دُور دراز علاقوں میں تھے۔ ان کی تدریس کا عمل بالکل ہی رک گیا۔ ان اساتذہ سے جب سوالات کیے گئے تو ان اساتذہ کا کہنا تھا کہ بچوں نے ان دو سالوں میں کچھ نہیں سیکھا۔ طلبہ جو ششم میں تھے پڑھائی کے فقدان کی وجہ سے چہارم کے درجے پر پہنچ گئے۔

تیسرے باب میں نیم سرکاری اسکولوں کے طلبہ کی آن لائن تدریس سرکاری اسکولوں کی نسبت بہتر ہوئی ۔ان کے ایئر بیس کے اسکول اور ڈیفنس ایجوکیشن سسٹم میں آن لائن تدریس ہوئی جس کی وجہ سے طلبہ کا وقت ضائع ہونے سے بچ گیا۔ لیکن آرمی پبلک اسکول اور فوجی فانڈیشن کے ایسے اسکولوں میں آن لائن تدریس نہیں ہوئی جو دیہی علاقوں میں واقع ہیں یا جہاں انٹرنیٹ کی سہولت میسر نہیں یا پھر ان کو کمپیوٹر کا استعمال ہی نہیں آتا۔ ایسے علاقوں میں طلبہ نے یا تو واٹس ایپ کے ذریعے تعلیم حاصل کی یا پھر اسکول گروپ کی شکل میں جاتے۔ اسکول سے اساتذہ ان کو کام بتا دیتے اور گھر جا کر خود ہی کر لیتے۔ اس طرح ان کے کام میں غلطیاں بہت ہوئیں۔ نیم سرکاری اسکولوں کی پڑھائی کا تناسب درمیانہ رہا۔ اساتذہ کو والدین اور طلبہ سے شکایات بہت تھیں کہ وہ تعاون نہیں کر رہے۔ جب کہ طلبہ کو اساتذہ سے گلا تھا کہ وہ ہمیں کام دے دیتے ہیں صحیح طرح سمجھاتے نہیں ہیں۔ اس طرح کووڈ ۱۹ نے جہاں دُنیا کی معیشت کا ستیاناس کیا وہاں تعلیم کا سوا ستیاناس ہوا اور تعلیم کے لحاظ سے پاکستان دو سال پیچھے چلا گیا۔

چوتھا باب نجی اسکولوں کے بارے میں ہے۔ آن لائن تدریس کا تناسب نیم سرکاری اور نجی اسکولوں کا تقریباً برابر ہے۔ شہروں میں اور بڑے بڑے نجی نام یافتہ اسکولوں نے اپنے طلبہ کو آن لائن تدریس دینے کا بندوبست کر لیا تھا۔ اساتذہ کو کمپیوٹر کے بارے میں علم تھا جس کی بنا پر وہ سلائیڈز اور ورک شیٹ خود بنا کر طلبہ کو بھیج کر دیتے تھے جس سے طلبہ مستفید ہوتے تھے۔ اساتذہ بروقت کام بھیج دیتے۔ نجی اداروں نے اپنے

اساتذہ کو کمپیوٹر کی سہولت دی تھیں۔ اساتذہ اسکول آجاتے اور وہاں بیٹھ کر زوم یا میٹ یا ٹیم کے اوپر کلاسز لیتے طلبہ گھر بیٹھ کر کلاسز لیتے تھے۔ ان نجی اسکولوں میں مسئلہ ہوا جنھوں نے آن لائن کلاس نہیں لیں اور انھوں نے بھی سرکاری اسکولوں کی طرح گروپ کی صورت میں اسکول بلاتے اور کام دے دیتے تھے۔ چند نجی اسکول جو گلی محلوں میں بنے ہوئے ہیں وہاں پر اساتذہ واٹس ایپ کے ذریعے کام بھیج دیتے اور طلبہ ان کو دیکھ کر کام کر لیتے۔

ب: نتائج

اس تحقیق کے بعد یہ مسائلسامنے آئے عمومی یعنی ہر مضمون اور خصوصی یعنی اُردو مضمون کی تدریس کے ہیں۔ عمومی یہ کہ ہر مضمون کی تدریس کے دوران اساتذہ، طلبہ اور والدین کو مسائل کا سامنا کرنا پڑا اور خصوصی وہ جن کو خاص طور پر اُردو کی تدریس کے دوران اساتذہ، طلبہ اور والدین کو مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔

اس کو موازنے کی صورت میں دیکھتے ہیں کہ کیا کیا مسائل در پیش آئے۔

آن لائن تدریس کے عمومی مسائل	آن لائن تدریس کے خصوصی مسائل
ا۔ آن لائن تدریس میں تمام مضامین کے لیے انٹر نیٹ ضروری ہے۔ انٹر نیٹ نہ ہونے یا بار بار انٹر نیٹ کا بند ہو جانا اس کی وجہ سے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ کمپیوٹر کا استعمال / ای میل کا طریقہ / ورک شیٹ / وائٹ بورڈ / آڈیو / ویڈیو وغیرہ کا آن لائن تدریس کے دوران استعمال کرنے میں مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے۔	ا۔ آن لائن تدریس کے دوران اردو کے مضمون پڑھانے میں اساتذہ کو زیادہ دشواریاں پیش آئیں۔ کمپیوٹر کا استعمال / ای میل کا طریقہ / ورک شیٹ / وائٹ بورڈ / آڈیو / ویڈیو وغیرہ کا آن لائن اردو تدریس کے دوران استعمال کرنے میں مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

۲۔ آن لائن تدریس کے لیے تدریسی معاونات کمپیوٹر / لیپ ٹاپ / موبائل کا ہر فرد کے پاس ہونا ضروری ہے۔ لیکن زیادہ تر لوگوں کے پاس یہ سہولت موجود نہیں تھی اس وجہ سے یہ مسئلہ تمام مضامین میں آن لائن تدریس کے دوران دیکھنا پڑا۔	۲۔ آن لائن تدریس کے لیے کمپیوٹر / لیپ ٹاپ ضروری ہے۔ باقی مضامین چوں کہ انگریزی میں ہیں اس لیے اس پر کام آسان تھا لیکن اردو کے اساتذہ کو اردو ٹائپنگ کرنے کے لیے کی بورڈ کے استعمال کرنے میں مشکل پیش آئی۔
۳۔ آن لائن پڑھائی کے بعد امتحان کا مرحلہ آیا۔ تمام مضامین میں امتحانات لیتے وقت کافی مشکلات پیش آئیں۔ انگریزی کے مضامین میں کسی نا کسی طرح موضوعی اور معروضی سوالات کمپیوٹر / لیپ ٹاپ پر حل کرا سکتے ہیں۔	۳۔ دوسرے مضامین کی نسبت اردو میں امتحانات لیتے وقت زیادہ دقت ہوئی کیوں کہ معروضی سوالات کے لیے گوگل فارم کا استعمال کیا گیا لیکن موضوعی سوالات کے لیے کوئی طریقہ نہیں تھا سوائے پرچے پر لکھوانے کے اس میں بھی نقل کا امکان تھا۔
۴۔ آن لائن تدریس کے دوران طلبہ میں عدم توجہی نظر آئی یعنی کسی بھی مضمون میں طلبہ نے زیادہ دل چسپی کا اظہار نہیں کیا۔ چند مضامین مثلاً ریاضی اور سائنس کی ویڈیو اور ورک شیٹ کی بنا پر پھر توجہ سے کلاسز میں آئے۔	۴۔ آن لائن تدریس کے دوران طلبہ میں عدم توجہی نظر آئی یعنی اردو کے مضمون میں طلبہ عام حالات میں بھی نہیں پڑھتے تو آن لائن تدریس کے دوران بالکل دل چسپی کا اظہار نہیں کیا۔
۵۔ چوں کہ آن لائن میں وقت کی قید تھی ۴۰ منٹ کے بعد کلاس کا وقت ختم ہو جاتا اور طلبہ انٹر نیٹ کا بہانہ بناتے اور جان بوجھ کر دیر سے کلاس جوائن کرتے، یا پھر وہ غلطی سے دوسرے مضمون کی کلاس کو جوائن کر لیتے یا کہتے کہ آپ کی آواز صحیح نہیں آرہی، لیپ ٹاپ بند کر دیتے کہ بجلی چلی	۵۔ دوسرے مضامین کی طرح اردو کے مضمون میں بھی یہی تمام مسائل تھے لیکن اردو کے مضمون میں سب سے بڑا مسئلہ اردو کی لکھائی کا تھا کہ ورک شیٹ کا فونٹ جمیل نوری نستعلیق میں ہوتا لیکن جب اس کو کسی اور لیپ ٹاپ یا میل میں کھولتے تو اس کا فونٹ تبدیل ہو جاتا یا اس کی

گئی ہے اس طرح کے مسائل تمام مضامین میں تدریس کے دوران دیکھنے کو ملے۔	ترتیب ہی بدل جاتی ادھر کے الفاظ اُدھر اور اُدھر کے ادھر ہو جاتے کہ متن پڑھا ہی نہ جاسکتا کہ لکھا کیا ہے؟ گوگل فارم کی لکھائی کا فونٹ جمیل نوری نہیں ہے اور لکھا بھی بہت چھوٹا جس کی وجہ سے طلبہ سے پڑھا ہی نہیں جاتا۔ امتحانات کے دوران زیادہ مشکل پیش آئی۔
۶۔ تمام مضامین میں ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ بروقت کاپی کی جانچ پرتال نہیں کر سکتے تھے۔ بچوں کی غلطیوں کی نشاندہی نہیں کر سکتے تھے۔	۶۔ اردو کے مضمون میں ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ بروقت کاپی کی جانچ پرتال نہیں کر سکتے تھے۔ بچوں کی غلطیوں کی نشاندہی نہیں کر سکتے تھے۔ املا میں بے شمار اغلاط کرتے۔ نقطوں کا استعمال غلط کرتے جس سے لفظ تبدیل ہو جاتا۔

اس تحقیق کے نتائج مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ دنیا میں ترقی یافتہ ممالک میں آن لائن تعلیمی نظام کافی عرصے سے جاری ہے مگر پاکستان میں کرونا کے دنوں میں تعلیمی اداروں کی بندش کی وجہ سے تعلیمی سرگرمیوں کو آن لائن کیا گیا۔ تمام تعلیمی اداروں کے لیے آن لائن تعلیمی نظام کو اختیار کرنے کا پہلا موقع تھا۔ معمول کی سرگرمی نہ ہونے کی وجہ سے تعلیمی اداروں کو آن لائن تعلیم اختیار کرنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

۲۔ آن لائن تعلیم کے نظام سے تین طرح کے طبقات وابستہ رہے۔ ایک طلبہ، دوسرے اساتذہ اور تیسرے والدین۔ پہلی دفعہ اچانک سے کرونا وبا کے دنوں میں آن لائن تعلیم کو اختیار کرنے کے لیے ان تینوں میں سے کوئی تیار نہیں تھا۔ چناں چہ مطلوبہ تربیت کا فقدان بھی سامنے آیا۔

۳۔ آن لائن تعلیم کے عمل کو جاری رکھنے کے لیے بنیادی سہولیات کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جن میں کمپیوٹر، انٹرنیٹ، تعلیمی مواد وغیرہ شامل ہیں۔ طالب علم، اساتذہ اور تعلیمی اداروں کے پاس ان تمام سہولیات کا انتظام

نہیں تھا۔ ایسی صورت میں تعلیمی اداروں نے بھی آن لائن تعلیم کے سلسلے کو کما حقہ اختیار نہیں کیا اور بعض جگہوں پر طلبہ کے لیے بھی آن لائن پڑھنا ممکن نہ رہ سکا۔

۴۔ پاکستان میں کم آمدنی والے خاندانوں کے لیے آن لائن پڑھنے کے لیے جن اشیا کی ضرورت تھی ان کی فراہمی ممکن نہیں تھی۔ حکومت کی طرف سے ایسا کوئی ادارہ نہیں تھا جو بچوں کو آن لائن تعلیم جاری رکھنے کے لیے مدد یا سہولیات فراہم کر سکتا۔ اس وجہ سے بھی بہت سے بچے، آن لائن پڑھنے کی خواہش رکھنے کے باوجود حصّہ نہیں لے سکے۔

۵۔ آن لائن تدریس کے لیے تدریسی مواد کی فراہمی بھی آڑے آتی رہی۔ اُردو کے اساتذہ کے پاس ایسا سافٹ مواد پہلے سے تیار نہیں تھا جو طلبہ کو مہیا کیا جاتا اور اس کو استعمال کر کے پڑھایا جا سکتا۔

٦۔ طلبہ اور اساتذہ کو کمپیوٹر استعمال کرنے کا مناسب تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے فوری طور پر تدریسی مواد کی تیاری میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ فائل بنانا، اُردو ٹائپ کرنا، ضروری اور امدادی سافٹ ویئرز کی معلومات نہ ہونے کی وجہ سے اساتذہ اور طلبہ اس قابل نہیں تھے کہ ایک معیاری تدریسی عمل کو اختیار کر سکتے۔

۷۔ آن لائن تدریس کے بعد کا مرحلہ آن لائن امتحانات کا آتا ہے۔ آن لائن امتحانات کے لیے مخصوص سافٹ ویئرز استعمال کیے جاتے ہیں۔ آن لائن اُردو امتحان لینا بہت مشکل ہے کیوں کہ اُردو کے سافٹ ویئرز میں سوائے گوگل فارم کے معروضی سوالات کے علاوہ موضوعی طرز کے سوالات نہیں لیے جا سکتے۔ آن لائن اُردو کے پرچوں کے لیے مخصوص سافٹ ویئرز استعمال کیے جاتے ہیں لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ طالب علم اور اساتذہ دونوں واقفیت رکھتے ہوں۔ آن لائن امتحانات کے لیے اُردو کے پرچوں کی تیاری، بچوں کی آن لائن امتحان دینے کی تربیت اور پرچوں کی جانچ کے بعد نتائج کی تیاری کا بھی مکمل طریقہ کار موجود نہیں ہے کہ جس کو ہمارا ہر تعلیمی ادارہ بوقتِ ضرورت اختیار کر سکے۔

۸۔ ایسی کوئی اُردو کمپیوٹر لیبارٹیریاں نہیں ہیں جہاں طلبہ کو کمپیوٹر پر اُردو لکھائی کروائی جائے۔ کمپیوٹر اور

سلائیڈز کے ذریعے اُردو رسم الخط کے بنیادی حروف، فقرات کی بناوٹ، جملے، صوتیے، مرکب الفاظ کی تشکیل اور قواعد وانشاء کو سکھایا جاسکے۔

۹۔ آن لائن تدریس میں سب سے زیادہ دلچسپی کا فقدان اُردو کی تدریس میں دیکھا گیا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ استاد کے پڑھانے کا طریقہ روایتی تھا۔اسکول میں روبرو پڑھاتے ہوئے تدریسی معاونات کا استعمال کیا جاتا ہے لیکن آن لائن اُردو تدریس کے دوران اساتذہ کے پاس مواد کی کمی کی وجہ سے تدریسی معاونات کا استعمال نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے دوسرے مضامین کے بانسبت اُردو کی آن لائن کلاس میں غیر حاضری زیادہ تھی۔

۱۰۔دوسرے مضامین کی طرح اُردو کے اساتذہ کو پاور پوائنٹ پرزنٹیشن بنانی نہیں آتی اور ملٹی میڈیا سافٹ وئیر آلات کے بارے میں بھی کوئی علم نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ صرف ٹیکسٹ بک کا ہی استعمال کرتے تھے اور جہاں آن لائن تدریس ہوئی ہی نہیں وہاں صرف کتاب پر ہی اکتفا کیا گیا۔

۱۱۔ طلبہ اور اساتذہ کو از خود جدید ٹیکنالوجی کے مطابق ریسرچ کرنا نہیں آتا۔ان کو مختلف ویب سائٹس کا علم نہیں ہے اس وجہ آن لائن اُردو تدریس زیادہ موثر ثابت نہیں ہوئی۔

۱۲۔ اُردو کی کتب، آڈیو، ویڈیو کے مواد کو پی ڈی ایف اور یونی کورڈ میں تبدیل کرنے کا طریقہ نہیں آتا۔اب ایسی ہنگامی صورتِ حال میں آسانی سے اُردو زبان میں تعلیمی مواد میسر نہیں تھا۔اُردو فونٹ جو کہ بہت اہم ہیں مثلاً جمیل نوری نستعلیق، نسخ، علوی نستعلیق، پاک نستعلیق، اُردو عماد نستعلیق وغیرہ زیادہ تر اساتذہ کو ٹائپ کرنا نہیں آتا جس کی وجہ سے وہ خود سے ورک شیٹ وغیرہ نہیں بنا سکے۔جو بھی ورک شیٹ وغیرہ بناتے تھے وہ فائل دوسرے کسی کمپیوٹر / لیپ ٹاپ / موبائل وغیرہ میں اول تو کھلتی نہیں تھیں اور جو کھل جاتیں تو ان کا فونٹ ہی تبدیل ہو چکا ہوتا۔اس کی طلبہ نے بہت شکایت کی کہ جو مواد اساتذہ بھیجتے وہ ہمیں سمجھ نہیں آتا تھا۔والدین کو بھی یہی شکایت تھی کہ وہ ورک شیٹ ہمیں سمجھ نہیں آتی بچوں کو کیا خاک آئے گی۔ان ورک شیٹ اور گوگل فارم کا عکس میں نے اپنے مقالے میں شامل کیا ہے۔جن سے واضح ہوتا ہے کہ اردو فونٹ کی

تبدیلی کی وجہ سے طلبہ کو کتنے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ مندرجہ ذیل ان ورک شیٹ، مختلف فونٹ، پی ڈی ایف اور گوگل فارم کا عکس لگایا گیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ کیا کیا مسئل درپیش ہیں۔

ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر میں لکھائی / فرمیٹنگ / ایڈجسٹمنٹ میں تبدیلی

(ورک شیٹ؛۱)

ماہانہ نصاب کا تکمیلی جائزہ

میعاد: اگست ۳ تا ۲۸ اگست

مضمون: اُردُو

سال: ۲۰۲۰ سیکشن:

تاریخ: اے،بی،سی

ششم جماعت: ۱۶ستمبر

تدریسی ہفتہ	سبق/عنوان	تدریسی معاونات کا استعمال	تدریسی اوقات	مکمل/نامکمل	سیکشن ہیڈ/کوآرڈینیٹر کے دستخط
پہلا ہفتہ	حلوا پوری: (صفحہ۱۱تا۱۳ (مشق	کہانی کی ویڈیو،سبق سے متعلق تصاویر	منٹ(چار ۱۶۰ (پیریڈ	مکمل	
دوسرا ہفتہ	محاورات، اسم صفت/ اسم موصوف	محاورات کی ورک شیٹ ، کہانی کی ورک شیٹ	منٹ(چار ۱۶۰ (پیریڈ	مکمل	
تیسرا ہفتہ	بے صفحہ ۱۶تا۱۹ : ایمانی کی سزا	کہانی کی ویڈیو،ورک شیٹ	منٹ(چار ۱۶۰ (پیریڈ	مکمل	
چوتھا ہفتہ	مکالمہ نگاری ،محاورات	ورک شیٹ، تصاویر	منٹ(چار ۱۶۰ (پیریڈ	مکمل	

دستخط برائے پرنسپل:__________

ر اسکول:__________

(ورک شیٹ؛۲)

اُردو تقریری مقابلہ
یومِ آزادی پاکستان
مقررین کے چناؤ کا طریقہ کار

17 اگست 2020 **سوموار**

نمبر شمار	نام/ سیکشن	تلفظ 2	لہجہ 2	روانی 2	أتار چڑھاؤ 2	الفاظ کا چناؤ 2	کل نمبر 10
1-	یشل فاطمہ/ 4B	1	1	1.5	1.5	2	7
2-	دائم حیدر/ 4B	2	1	1.5	1	2	7.5
3-	بانیہ آصف/ 4B	1	1	1.5	1.5	2	7
4-	عائشہ تصدّق/ 4B						Ab
5-	ماہ نور عاطف/ 4C	2	2	2	2	2	10
6-	مہرین داؤد/ 5A	2	2	2	2	1.5	9.5
7-	آمنہ زینب/ 5A	1.5	2	1.5	2	1.5	8.5
8-	عبد الرحمٰن باموں/	1	1	1	0.5	2	5.5

(ورک شیٹ؛۳)

تفہیم
کل نمبر 10

سوال نمبر ۱۔ درج ذیل تفہیم کو غور سے پڑھیے اور سوالات کے جوابات دیجیئے۔

اسکاؤٹس تحریک کے بانی لارڈ بیڈن پاؤل تھے۔ وہ برطانیہ کے فوجی تھے۔اس تربیت کے دوران لڑکے لڑکیوں کو پاکیزہ زندگی گزارنے، اپنے اور دوسروں کے کام آنے، ہنگامی حالات سے نمٹنے اور ہر قسم کے مشکل حالات کا بہادری سے مقابلہ کرنا سکھایا جاتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے کاموں مثلاً سوئی دھاگے کے استعمال سے لے کر چیزوں کی مرمّت کرنا، لکڑی سے چیزیں، عارضی اسٹریچر بنانا تک سکھایا جاتا ہے۔ابتدائی طبی امداد دینا بھی سکھایا جاتا ہے۔چوٹ لگنے،زخمی ہونے یا فوری طور پر مریض کی مدد کرنے کو ابتدائی طبّی امداد کہتے ہیں۔اس پروگرام کے ذریعے بچّوں میں خود اعتمادی اور دوسروں کے کام آنے کا جذبہ بڑھتا ہے۔

۱۔ اسکاؤٹس تحریک کے بانی کون تھے؟

۲۔ اسکاؤٹس تحریک میں بچّوں کو کیا کام سکھائے جاتے ہیں؟(دو لکھیں)

۳۔ ابتدائی طبّی امداد کسے کہتے ہیں؟

٤۔ اسکاؤٹس تحریک سے بچّوں میں کون سا جذبہ پیدا ہوتا ہے؟

۵۔ اس پیراگراف کا عنوان خود سے لکھیں۔

جمیل نوری نستعلیق کے علاوہ مختلف فونٹ جو کمپیوٹر میں ہوتے ہیں۔

(Andalus)

۱۔ان میں سے اُردو فونٹ کا مسئلہ نہایت اہم ہے وہ یہ کہ اُردو کا نصابی مواد نوری نستعلیق میں پیش کیا جاتا ہے اور طلبہ کو اس کے علاوہ کسی دوسرے فونٹ کو پڑھنے اور سمجھنے میں دقت کا سامنا ہوتا ہے ۔اس کے علاوہ نوری نستعلیق میں تحریر کردہ فائل جب کسی دوسرے سافٹ ویئر میں تبدیل کی جاتی ہے تو اس کا فونٹ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے فائل کو ”پی ڈی ایف “ فائل میں تبدیل کرنا پڑتا ہے جو کہ ہر لیپ ٹاپ یا موبائل پر نہیں کُھولی جا سکتی۔

(Aldhahi)

۱۔ان میں سے اُردو فونٹ کا مسئلہ نہایت اہم ہے وہ یہ کہ اُردو کا نصابی مواد نوری نستعلیق میں پیش کیا جاتا ہے اور طلبہ کو اس کے علاوہ کسی دوسرے فونٹ کو پڑھنے اور سمجھنے میں دقت کا سامنا ہوتا ہے ۔اس کے علاوہ نوری نستعلیق میں تحریر کردہ فائل جب کسی دوسرے سافٹ ویئر میں تبدیل کی جاتی ہے تو اس کا فونٹ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے فائل کو ”پی ڈی ایف “ فائل میں تبدیل کرنا پڑتا ہے جو کہ ہر لیپ ٹاپ یا موبائل پر نہیں کُھولی جا سکتی۔

(Arabic Typesetting Font)

۱۔ان میں سے اُردو فونٹ کا مسئلہ نہایت اہم ہے وہ یہ کہ اُردو کا نصابی مواد نوری نستعلیق میں پیش کیا جاتا ہے اور طلبہ کو اس کے علاوہ کسی دوسرے فونٹ کو پڑھنے اور سمجھنے میں دقت کا سامنا ہوتا ہے ۔اس کے علاوہ نوری نستعلیق میں تحریر کردہ فائل جب کسی دوسرے سافٹ ویئر میں تبدیل کی جاتی ہے تو اس کا فونٹ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے فائل کو ”پی ڈی ایف “ فائل میں تبدیل کرنا پڑتا ہے جو کہ ہر لیپ ٹاپ یا موبائل پر نہیں کُھولی جا سکتی۔

(Sakkal Najalla)

۱۔ان میں سے اُردو فونٹ کا مسئلہ نہایت اہم ہے وہ یہ کہ اُردو کا نصابی مواد نوری نستعلیق میں پیش کیا جاتا ہے اور طلبہ کو اس کے علاوہ کسی دوسرے فونٹ کو پڑھنے اور سمجھنے میں دقت کا سامنا ہوتا ہے ۔اس کے علاوہ نوری نستعلیق میں تحریر کردہ فائل جب کسی دوسرے سافٹ ویئر میں تبدیل کی جاتی ہے تو اس کا فونٹ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے فائل کو ”پی ڈی ایف “ فائل میں تبدیل کرنا پڑتا ہے جو کہ ہر لیپ ٹاپ یا موبائل پر نہیں کُھولی جا سکتی۔

Fonte Changeفونٹ / فرمیٹنگ میں تبدیلی سے الفاظ کی بے ترتیبی اتنی ہوگئی کے لفظ ہی سارے غلط ہو گئے۔ کچھ فائل اس شکل میں کھلتی ہیں کے لفظ ہی پڑھے نہیں جاتے۔

ہفتہ :نمضمو :عتجما :منا :عضومو:

ہے رورو ی ی بہتر یدمز ہیں نہا

؟ تھے نہاپسند حقیقت صدمقا
؟تھانوزمولیےکے سیکھنےلحوماکا
سکلا/عتجما کیا

؟تھینسبمنادوحد فتیو گئی ئی بنالیےکےسبق کیا ؟ایوزاندا ٹرا لیےکے سیکھنےتک حد

کسیہ روا ؟ ہے گیاکیا مکا بہتر قعیاو کیا . 1 ؟ھی رورو ی س یا ہوگیا کیا نہ ملشا
جوداموبسا کچھ ؟ہے سکتا جایابناکیسےٹرمو یدمز سےا یا گیا کیا ہیں مکا ا ن کو
2. ؟ہے ی فیترنے نودگرشا نارود کےسبق سا کہ یں سکتیبتا کیسے یہ پاآ 3. ؟گے
کریں تبدیل کو سبق گلےا ے میر جوہے سیکھا کیا میں ےربا کے ءطلبا ی دانفرا /
سکلاسےسبق سا نے میں 4 ؟ں کیوروا ئیلا تبدیلیاں کیا سے پا یک بر/) نپلا (ببند
بہمنصوبینصاسا میں 5.

لکھائی اور گنتی اُردو نوری نستعلیق کی بجائے عربی کے خط میں لکھی گئی۔

ان الفاظ کے جملے بنائیں۔

الفاظ	جملے
کھیلتی/کھیلتا ۱	
کھاتی/کھاتا ۲	
بھاگ ۳	
جاتی/جاتا ۴	
آئے ۵	
گئے ۶	
لیٹا ۷	
جاگ ۸	
دیکھو ۹	
مارا ۱۰	

فائل ایم ایس ورڈ کی صورت میں دوسری جگہ ایسے کھلے گی کہ لکھائی اور گنتی کے ساتھ ساتھ فرمیٹنگ بھی تبدیل ہو گئی۔

۱۶تاریخ:

دن : جمعہ

موسموں کے نام: سال میں چار موسم ہوتے ہیں۔

۔ **سردی** :(دسمبر ، جنوری، فروری)۱

۲

برسات

۔ **گرمی:**(جون، جولائی ، اگست)۳

۔ **خزاں:**(ستمبر ، اکتوبر، نومبر)۴

پھر اسی فائل کو پی ڈی ایف میں تبدیل کر کے دوسری جگہ کھولا جائے تو اس کا فونٹ صحیح صورت میں نظر آئے گا۔

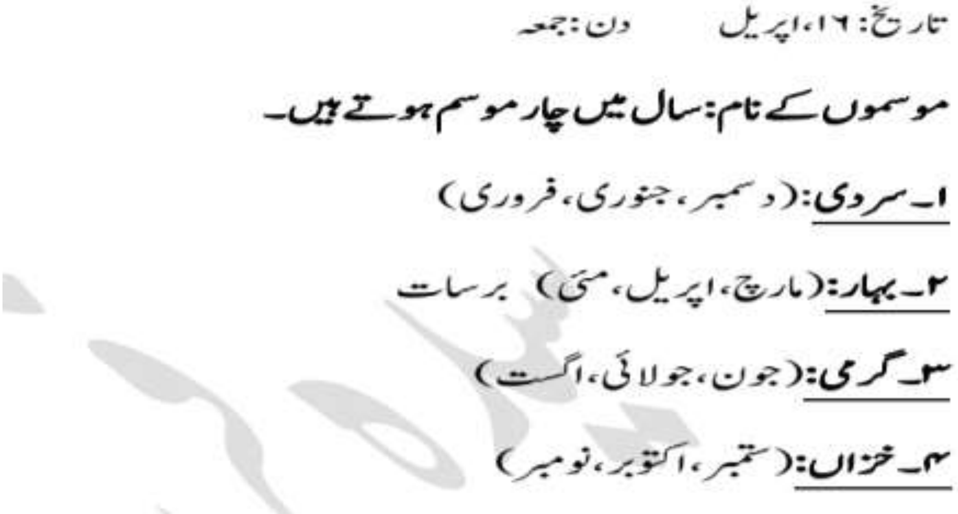

تاریخ: ۱۶، اپریل　　دن: جمعہ

موسموں کے نام: سال میں چار موسم ہوتے ہیں۔

۱۔ سردی: (دسمبر، جنوری، فروری)

۲۔ بہار: (مارچ، اپریل، مئی) برسات

۳۔ گرمی: (جون، جولائی، اگست)

۴۔ خزاں: (ستمبر، اکتوبر، نومبر)

آخر میں امتحانات کے مرحلے میں بھی اُردو میں مسائل دیکھنے میں آئے مثلاً گوگل فارم میں معروضی سوالات تو کرواسکے لیکن موضوعی سوالات نہیں کرواسکے جیسے کہ دوسرے مضامین کے پرچوں میں کروائے گئے۔ لکھائی بھی چھوٹی ہے اور فونٹ بھی نوری نہیں ہے اس لیے طلبہ کو سمجھ نہیں آیا۔

۱۔ تین بیل اور تین بوری گندم

۲۔تین بیل اور دو بوری چینی

۳۔دو بیل اور تین بوری گندم

سوال4۔کسان نے نوکروں کو کیا کہا؟ *

۱۔ میں نواب صاحب کے لئے خوش خبری لایا ہوں۔

۲۔۔میں نواب صاحب کے لئے گندم لایا ہوں۔

۳۔میں نواب صاحب کے لئے دو بیل لایا ہوں۔

سوال5۔ کسان نے نواب صاحب سے کیا کہا؟ *

۱۔ چاندی کے سکوں کی بوری کا وزن کتنا ہوتا ہے؟

۲۔سونے کے سکوں کی بوری کا وزن کتنا ہوتا ہے؟

۳۔تانبے کے سکوں کی بوری کا وزن کتنا ہوتا ہے؟

ج۔ سفارشات

کروناوباکے دنوں میں تعلیمی اداروں نے اُردو تدریس میں جن مشکلات کا سامنا کیاان کے حل کے لیے چند سفارشات ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

کروناکے دنوں میں تعلیمی اداروں نے اُردو تدریس میں جن مشکلات کا سامنا کیاان کے حل کے لیے چند سفارشات ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔سب سے پہلے حکومتی سطح پر ایک "آن لائن ایجوکیشن سسٹم" کے شعبے کا قیام عمل میں لایاجائے جس میں اُردو کے اساتذہ اور کمپیوٹر سائنسزز کے ماہرین کو شامل کیا جائے۔وہ ہر کلاس کے لیے اُردو کے لیکچرز ریکارڈ کریں اور ان تمام مضامین کے لیکچرز کی فائل بنائیں۔

۲۔ "آن لائن ایجوکیشن سسٹم" کے شعبے میں ایک لائبریری بنائیں جس میں لیکچرز کی سی ڈی، پی ڈی ایف فائلز، ویڈیوز، آڈیوز وغیرہ موجود ہوں تاکہ اس طرح کے ہنگامی حالات میں سب کے کام آئیں۔

۳۔ تعلیمی اداروں میں اُردو کے اساتذہ کو آئی ٹی کے کورسز کروانے چاہیے۔اس کے علاوہ طلبہ کو بھی اسکول میں ہفتے میں ایک پیریڈ کمپیوٹر پر اُردو لکھائی کی مشق کروانی چاہیے تاکہ وہ اُردو ٹائپنگ کے لیے "کی بورڈ(key board)" سے واقف ہوں۔صوتی پہچان والے سافٹ ویئر(speech recognition soft wear) بنانے کے لیے اُردو اکادمیوں اور اُردو کو فروغ دینے والے اداروں کو چھوٹے چھوٹے منصوبے بنانے چاہیے جس سے الفاظ کی صوت کی پہچان آسانی سے ہو سکے۔

۴۔اُردو کی کتب، آڈیو، ویڈیو کے مواد کو پی ڈی ایف اور یونی کوڈ میں تبدیل کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ تاکہ ایسی ہنگامی صورت حال میں آسانی سے تعلیمی مواد میسر ہوں۔

۵۔اُردو فونٹ جو کہ بہت اہم ہیں مثلاً جمیل نوری نستعلیق، نسخ، علوی نستعلیق، پاک نستعلیق، اُردو عماد نستعلیق وغیرہ اساتذہ کو ٹائپ سکھانی چاہیے تاکہ خود سے ورک شیٹ وغیرہ بنا سکیں۔

۶۔ خصوصی اُردو کمپیوٹر لیبارٹیریاں قائم کریں جہاں طلبہ کو ابتدائی جماعت سے ہی کمپیوٹر پر اُردو لکھائی کروائی جائے۔ تاکہ طلبہ دل چسپی، آمادگی، یکسوئی سے کمپیوٹر اور سلائیڈز کے ذریعے اُردو رسم الخط کے بنیادی حروف، فقرات کی بناوٹ، جملے، صوتیے، مرکب الفاظ کی تشکیل اور قواعد وانشا کو خوب صورت اور دل چسپ انداز سے بیان کرنے کے قابل ہو سکیں۔

۷۔ پوری دُنیا میں آج کل کے جدید تعلیمی نظام میں ڈیجیٹل لائبریریاں آن لائن کام کر رہی ہیں جن سے طلبہ اور اساتذہ مستفید ہو رہے ہیں۔ لیکن پاکستان میں بد قسمتی سے اسکولوں میں ایسا کوئی سسٹم موجود نہیں ہے سوائے کچھ شعبوں میں مثلاً ڈاکٹر، سائنس دان وغیرہ کے لیکچرز ڈیجیٹل لائبریری میں دستیاب ہیں اس لیے پاکستان کے تعلیمی اداروں میں اُردو تدریس کے بھی لیکچرز کے لئے ڈیجیٹل لائبریری ہونی چاہیے جس کی مدد سے جب کبھی ایسا وقت آئے کہ تعلیمی اداروں کو کچھ وقت کے لیے بند کرنا پڑے تو آن لائن تدریس جاری رکھ سکیں۔

۸۔ اس وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ آج کے اُردو دان اور اُردو سے پیار کرنے والے جدید دور کے مطابق اُردو بر قیانے کے عمل میں اپنی دانست کے مطابق حصّہ ڈالیں اور آن لائن تدریس کو بہتر بنانے کے لیے اپنی بھرپور کوششیں کریں۔

آن لائن کلاسز کے انعقاد کے لیے درکار آلات کی فراہمی کے لیے یونی ورسٹیوں کو بھی چاہیے کہ کوئی ایسا نظام وضع کریں جس سے وہ تمام طلبہ جو ان آلات کو خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کو مالی معاونت فراہم کی جائے اور جامعات اس کام کو جلد از جلد مکمل کریں۔ کرونا جیسی وبا یا کسی بھی ہنگامی صورتحال میں اداروں کو پہلے سے تیار رہنا چاہے کہ وہ آن لائن کلاسز کو کسی بھی وقت شروع کر سکیں۔ دورِ حاضر میں نوجوان نسل میں سوشل میڈیا کے بڑھتے ہوئے رجحان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تعلیمی اداروں کو بھی ایسی سرگرمیوں کو متعارف کروانا ضروری ہے جن میں حصہ لینے کے لیے طلبہ ٹیکنالوجی کا استعمال کریں۔ اس سے نا صرف ان کی توانائیاں درست سمت میں استعمال ہوں گی بل کہ دنیا میں بھی مقام بنایا جا سکے گا۔

کرونا کے دنوں میں اُساتذہ اور طلبہ نے جن مشکلات کا سامنا کیا ان کے حل کے لیے چند سفارشات ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ دوسرے مضامین کی طرح اُردو کے اساتذہ کو ٹائپ آنی چاہیے تاکہ خود سے ورک شیٹ وغیرہ بنا سکیں۔ اساتذہ کو بھی پاور پوائنٹ پرزنٹیشن بنانی آنی چاہیے اور ملٹی میڈیا سافٹ ویئر کا علم ہو اور دوران تدریس گاہے بگاہے اُس کا استعمال کریں تاکہ طلبہ اس ٹیکنالوجی سے مانوس ہوں۔ اس کی مدد سے آن لائن تدریس میں اساتذہ طلبہ کو آسانی سے پاور پوائنٹ کے ذریعے سبق سمجھا سکیں۔

۲۔ اساتذہ، والدین اور طلبہ کو چاہیے کہ اپنی سہولت کے تحت از خود بھی جدید ٹیکنالوجی کے مطابق گوگل سرچ سے ریسرچ کرتے رہیں تاکہ آنے والے دُور کے لیے پہلے سے ذہنی طور پر تیار ہوں۔ اپنے موبائل اور ڈیجیٹل ڈائری میں اُردو زبان بھی انسٹال کریں تاکہ اُردو ٹائپنگ کرنا سیکھ جائیں۔
۳۔ ڈسکشن فورم یا انٹر نیٹ فورم(Discussion forum or Internet forum) یہ ایک آن لائن ڈسکشن ویب سائٹ ہے اس کے بارے میں طلبہ اور اساتذہ کو معلوم ہونا چاہیے اور اس کو آپریٹ کرنا آنا چاہیے کیوں کہ اس کے ذریعے کسی بھی موضوع پر بحث و تبصرے پوسٹ کر سکتے ہیں اور جب چاہیں اس کے ذریعے تدریس کر سکتے ہیں۔ یہ اُردو تدریس کے لیے بہت ضروری ہے اس کو اسکولوں میں اساتذہ کو سکھانا چاہیے۔

۴۔ آن لائن تدریس دورِ جدید کی اہم ضرورت بن گیا ہے آنے والے دُور میں آن لائن نظام کی حکمرانی ہے کیوں کہ اس نے سرحدی باڑ کو توڑ دیا ہے جہاں مرضی ہوں آن لائن کے ذریعے کلاس لے سکتے ہیں اس لیے تمام اساتذہ اور طلبہ کو آن لائن کلاس کے بارے میں معلوم ہونا چاہیے۔

۵۔ انٹر نیٹ نے تدریس کو آسان بنا دیا ہے۔ ای میل، گوگل اور ورلڈ وائڈ ویب(w.w.w) کی مدد سے تعلیم کے میدان میں بہت تبدیلی آچکی ہیں۔ آن لائن تدریس میں ای میل کا بہت عمل دخل ہے کیوں کہ جن اسکولوں میں آن لائن (زوم / میٹ / ٹیم وغیرہ) کے ذریعے کلاسز نہیں لی گئی ان اسکولوں میں ای میل کے

ذریعے اساتذہ نے والدین اور طلبہ سے رابطہ رکھا لیکن بہت جگہوں میں اساتذہ کو ای میل نہیں کرنا آتا تھا اس لیے اساتذہ کی اس حوالے سے تربیت ہونا لازم ہے۔

۶۔ طلبہ کو کھیل کھیل میں اُردو سے رغبت دلائیں۔ انوکھی اور منفرد چیزیں گوگل سے سرچ کر کے دکھائیں اور اس طرح مختلف طریقوں سے کمپیوٹر کی مدد سے اُردو کے حروف، ان کی بناوٹ، ان سے جملے اور پیراگراف بنانے میں کوئی دقت نہ ہو بلکہ خوشی خوشی کام کریں۔

اگر ان سفارشات پر عمل کیا جائے تو یہ ناممکن ہے کہ ہمارے اساتذہ اور طلبہ آج کل کی جدید طرز کے تدریسی نظام میں پیچھے رہ جائیں۔ اس لیے ہم سب کو چاہیے کہ ہم اپنے تعلیمی معیار کا از سرِ نو جائزہ لیں اور جو خامیاں ہیں ان کو دور کریں۔

کتابیات

بنیادی مآخذ

۱۔ارسہ منیر:طالبہ (سوالنامہ)ازسیدہ فرح امیر،عریبک انٹرنیشنل اسکول سسٹم، ٹینچ بھاٹہ ،راولپنڈی،۱۲مئی ۲۰۲۲ء ،بوقت ۱۰ بجے دن

۲۔السا شہزاد:طالبہ (سوالنامہ)ازسیدہ فرح امیر، آرمی پبلک اسکول اینڈ کالج،دھمیال، قاسم بیس،راولپنڈی ،۷فروری ۲۰۲۲ء،بوقت ۱۰ بجے دن

۳۔انیقہ ساجد:طالبہ (سوالنامہ)ازسیدہ فرح امیر،اسلام آباد ماڈل اسکول فار گرلز، نیازیاں،راولپنڈی،۲۱فروری ۲۰۲۲ء،بوقت ۱۰ بجے دن

۴۔ایمن نور:طالبہ (سوالنامہ)ازسیدہ فرح امیر، آرمی پبلک اسکول اینڈ کالج،دھمیال، قاسم بیس،راولپنڈی ،۷فروری ۲۰۲۲ء،بوقت ۱۰ بجے دن

۵۔جویریہ نسیم:طالبہ(سوالنامہ)ازسیدہ فرح امیر،ڈی ایچ اے آئی ایجوکیشن سسٹم،ڈی ایچ اے آئی ۱۱،2جنوری ۲۰۲۲ء،بوقت ۱۰ بجے دن

۶۔حوریہ طاہر:طالبہ (سوالنامہ)ازسیدہ فرح امیر،ایف.جی پبلک سیکنڈری اسکول،مورگاہ،راولپنڈی،۸مارچ ۲۰۲۲ء ،بوقت ۱۰ بجے دن

۷۔دانیال خان:طالب علم (سوالنامہ)ازسیدہ فرح امیر،سپر نووا اسکول،اسلام آباد،۱۰جنوری ۲۰۲۲ء، بوقت ۹ بجے دن

۸۔ریحانہ:طالبہ (سوالنامہ)ازسیدہ فرح امیر، گورنمنٹ گرلز کمیونٹی ماڈل ہائیر سیکنڈری اسکول، گورکھپور،راولپنڈی، ۷،مارچ ۲۰۲۲ء،بوقت ۱۰ بجے دن

۹۔ رؤف پارک، ڈاکٹر، اُردو شفار شات املا، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۲۱ء

۱۰۔ ریاض احمد، ڈاکٹر، اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے، مکتبہ جامع لمیٹڈ، دہلی، ۲۰۱۳ء

۱۱۔ زینب: طالبہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، سپر نووا اسکول، اسلام آباد، ۱۰، جنوری ۲۰۲۲ء، بوقت ۹ بجے دن

۱۲۔ سارہ خان: طالبہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، اسلام آباد ماڈل سکول فار گرلز، نیازیاں، راولپنڈی، ۲۱ فروری ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۱۳۔ سارہ غفاری: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، آرمی پبلک اسکول اینڈ کالج، دھمیال، قاسم بیس، راولپنڈی، ۷، فروری ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۱۴۔ بشریٰ ملک: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، ڈی ایچ اے آئی ایجوکیشن سسٹم، ڈی ایچ اے آئی ۲، ۱۱، جنوری ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۱۵۔ ثوبیہ یاسمین: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، ڈی ایچ اے آئی ایجوکیشن سسٹم، ڈی ایچ اے آئی 2، ۱۱، جنوری ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۱۶۔ سید دانش سہیل: طالب علم (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، سپر نووا اسکول، اسلام آباد، ۱۰، جنوری ۲۰۲۲ء، بوقت ۹ بجے دن

۱۷۔ شازیہ لاشاری: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، سپر نووا اسکول، اسلام آباد، ۱۰، جنوری ۲۰۲۲ء، بوقت ۹ بجے دن

۱۸۔ شاہدہ جبیں: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، عریبک انٹرنیشنل اسکول سسٹم، راولپنڈی، ۱۲ مئی ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۱۹۔ شاہ نور یعقوب: طالبہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، اسلام آباد ماڈل اسکول فار گرلز، نیازیاں، راولپنڈی، ۲۱ فروری ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۲۰۔ شمسہ کنول: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، گورنمنٹ گرلز کمیونٹی ماڈل ہائیر سیکنڈری اسکول، گورکھپور، راولپنڈی، ۷، مارچ ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۲۱۔ ضیاء الرحمٰن صدیقی، ڈاکٹر، اردو کا فاصلاتی نظام تعلیم، انجمن ترقی اردو، دہلی، ۲۰۱۳ء

۲۲۔ طلعت حبیب: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، ایف جی پبلک سیکنڈری اسکول، مور گاہ، راولپنڈی، ۸ مارچ ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۲۳۔ عنبرین عزیز: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، سپر نووا اسکول، اسلام آباد، ۱۰، جنوری ۲۰۲۲ء، بوقت 9 بجے دن

۲۴۔ عذرا: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، عریبک انٹرنیشنل اسکول سسٹم، راولپنڈی، ۱۲ مئی ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۲۵۔ کبریٰ رانی: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، گورنمنٹ گرلز کمیونٹی ماڈل ہائیر سیکنڈری سکول، گورکھپور، راولپنڈی، ۷، مارچ ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۲۶۔ محمد احمد: طالب علم (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، عریبک انٹرنیشنل اسکول سسٹم، راولپنڈی، ۱۲ مئی ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۲۷۔ محمد ابراہیم: طالب علم (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، ڈی ایچ اے آئی ایجوکیشن سسٹم، ڈی ایچ اے آئی 2، ۱۱، جنوری ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۲۸۔ محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، لسانیات اور زبان کی تشکیل، مثال پبلیشرز، فیصل آباد

۲۹۔ معین الدین، اردو زبان کی تدریس، قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، نئی دہلی، ۲۰۰۹ء

۳۰۔ مسز بلقیس فاطمہ: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، اسلام آباد ماڈل سکول فار گرلز، نیازیاں، راولپنڈی، ۲۱ فروری ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۳۱۔ مس منیبہ نذیر: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، آرمی پبلک اسکول اینڈ کالج، دھمیال، قاسم بیس، راولپنڈی، ۷، فروری ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۳۲۔ مناہل اجمل: طالبہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، ڈی ایچ اے آئی ایجوکیشن سسٹم، ڈی ایچ اے آئی 2، ۱۱، جنوری ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۳۳۔ نادیہ شیراز: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، ڈی ایچ اے آئی ایجوکیشن سسٹم، اسلام آباد، ۱۱، جنوری ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۳۴۔ مس صائمہ نازِ: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، عریبک انٹرنیشنل اسکول سسٹم، راولپنڈی، ۱۲ مئی ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

۳۶۔ فوزیہ عمران: معلمہ (سوالنامہ) از سیدہ فرح امیر، گورنمنٹ گرلز کمیونٹی ماڈل ہائیر سیکنڈری اسکول، گورکھپور، راولپنڈی، ۷، مارچ ۲۰۲۲ء، بوقت ۱۰ بجے دن

ثانوی ماخذ

۱۔ انعام اللہ خان شروانی، پروفیسر، تدریس زبان اردو، ساوتری (آفسٹ پرنٹنگ ڈویژن) کلکتہ، ۱۹۸۹ء

۲۔ بشیر محمود اختر، اردو رسم الخط، (انتخاب مقالات) مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء

۳۔ ریحان کوثر، اردو کمپیوٹنگ، الفاظ پبلی کیشن، کامٹی (مہاراشٹر)، ۲۰۱۷ء

۴۔ سلیمان اطہر، ڈاکٹر، ثانوی زبان کی حیثیت سے اُردو کی تدریس، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۱۲ء

۵۔ سید محمد سلیم، پروفیسر، اردو رسم الخط، ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء

۶۔ سید سلیمان اختر، الیکٹرونک میڈیا کی تاریخ، کتابی دنیا، دہلی، ۲۰۱۰ء

۷۔ عطش درّانی، ڈاکٹر، اردو اطلاعیات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۸ء

۸۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو املا و قواعد، (مسائل و مباحث)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء

۹۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، تدریس اردو، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۳ء

۱۰۔ گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، اردو کی تعلیم کے لسانی پہلو، آزاد کتاب گھر، دلی، ۱۹۶۴ء

۱۱۔ محمد احسن خان، اردو میں رموزِ اوقاف کا استعمال اور اصلاحی تجاویز، (مضمون) مشمولہ: املا و رموزِ اوقاف کے مسائل، مرتبہ اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء

۱۲۔ محمد کامران، ڈاکٹر، آن لائن تنقید اور انگریزی متراجم، کلاسیکی اردو شاعری، ماورا پبلیشرز، لاہور، ۲۰۱۵ء

۱۳۔ رؤف پارک، ڈاکٹر، اُردو شفارشات املا، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۲۱ء

English Book

11. Cochrane Kerry , The Internet, New York, Frankin watts, 1995, p 5

ضمیمہ جات

سوالنامہ برائے طلبہ

طلبہ کا نام: ——————

جماعت کا نام: ——————

سوال نمبر ۱: آن لائن تدریس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

سوال نمبر ۲: آن لائن اُردو تدریس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

سوال نمبر ۳: آن لائن اُردو تدریس میں استاد کا طریقہ کار آپ کو کیسا لگا؟

سوال نمبر ۴: آن لائن اُردو تدریس کے دوران تدریسی مواد دیا جاتا ہے؟ وہ تدریسی مواد کس صورت میں مہیا کیا جاتا رہا ہے؟

سوال نمبر ۵: آن لائن اُردو تدریس میں کس حوالے سے زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے؟
(پڑھنا / لکھنا / سُننا / سمجھنا)

سوال نمبر ۶: اُردو کی آف لائن اور آن لائن کلاس کا موازنہ کیا جائے تو آپ کی رائے کیا ہو گی؟

سوال نمبر ۷: اُردو کی آن لائن کلاس میں اسباق پڑھ کر سنانے میں ٹیکسٹ بک کا سہارا لینا پڑتا ہے یا سکرین پر متن نظر آ رہا ہوتا ہے؟

سوال نمبر ۸: اُردو استاد کی طرف سے دی گئی تحریری مشق کے لیے کاغذ، پن استعمال کرتے ہیں یا کی بورڈ کی مدد سے کمپیوٹر میں ہی لکھ لیتے ہیں؟

سوال نمبر ۹: آپ نے اُردو کے آن لائن تعلیمی مواد کی تلاش میں سرچ انجن میں اُردو جملہ لکھا اور کیا کمپیوٹر میں دیا گیا اُردو فونٹ با آسانی سمجھ آتا ہے؟

سوال نمبر ۱۰: اُردو میں امتحانات کے دوران آپ کو کون کون سی مشکلات در پیش آئی ہیں؟

سوالنامہ برائے اساتذہ

نام معلمہ:——————

اسکول کا نام:——————

سوال نمبر ا: آپ اُردو کی آن لائن تدریس میں تدریسی مواد بھی طلبہ کو مہیا کرتے رہے ہیں ؟

سوال نمبر ۲: اُردو کی آن لائن کلاس میں طلبہ پُر اعتماد ہو کر حصہ لیتے ہیں یا نہیں اگر حصّہ نہیں لیتے تو کیوں ؟

سوال نمبر ۳: آپ اُردو کا تدریسی مواد آن لائن مہیا کرنے کے لیے مطلوبہ شکل (پی ڈی ایف، پاور پوائنٹ، سلائیڈز وغیرہ) میں تیار کر سکتے ہیں ؟

سوال نمبر ۴: اُردو کی تحریری مشق کے لیے کی بورڈ ٹائپنگ کرواتے ہیں یا کاغذ اور پنسل سے لکھنے کو ترجیح دیتے ہیں ؟

سوال نمبر ۵: آن لائن اُردو تدریس میں کس حوالے سے زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے ؟
(پڑھنا / لکھنا / سُننا / سمجھنا)

سوال نمبر ۶: کمپیوٹر اور موجودہ تدریسی اپیلی کیشنز آن لائن اُردو تدریس کے لیے معاون ثابت ہو رہے ہیں ؟

سوال نمبر ۷: آپ کو نصاب کو مکمل کرنے میں کیا مشکل پیش آ رہی ہے ؟

سوال نمبر ۸: اُردو کی آف لائن اور آن لائن کلاس کا موازنہ کیا جائے تو آپ کی رائے کیا ہو گی ؟

سوال نمبر ۹: آپ نے اُردو کے آن لائن تعلیمی مواد کی تلاش میں سرچ انجن میں اُردو جملہ لکھا اور کیا کمپیوٹر میں دیا گیا اُردو فونٹ طلبہ با آسانی سمجھ جاتے ہیں یا ان کو مشکل پیش آتی ہے ؟

سوال نمبر ۱۰: امتحانات کی تیاری اور طلبہ سے اُردو میں امتحانات لینے کے دوران آپ کو کون کون سی مشکلات در پیش آئی ہیں ؟

سوالنامے (سرکاری اسکول، طلبہ اور اساتذہ)

1-7

National University of Modern Languages, Islamabad
Department of Urdu Language & Literature

No:ML-1-5-Urdu-2021/201

Date: 10-12-2021

To Whom It May Concern

With due respect, it is stated that, Syeda Farah Ameer MPhil Urdu Scholar at NUML, Islamabad, writing this letter to seek permission to conduct interviews of students at your prestigious institution for data collection for her research thesis titled: تدریس اردو کی مہارتیں: پاکستان میں آن لائن اردو تدریس مسائل و امکانات. In this regard, I shall be highly obliged for this favor.

For details and verifications, you can contact.

Dr. Saima Nazir
Program Coordinator,
Department of Urdu

CC:
1. Islamabad Model School No#4. G-9/2
2. FG model school
3. Glorious English School Rawalpindi
4. Super Nova I. 8
5. DHAI education system DHAI_2
6. APS DHAI

Principal

1.2

National University of Modern Languages, Islamabad
Department of Urdu Language & Literature

No:ML-1-5-Urdu-2021/201

Date: 10-12-2021

To Whom It May Concern

With due respect, it is stated that, **Syeda Farah Ameer** MPhil Urdu Scholar at NUML, Islamabad, writing this letter to seek permission to conduct interviews of students at your prestigious institution for data collection for her research thesis titled: تدریس اردو کی مہارتیں: پاکستان میں آن لائن اردو تدریس مسائل و امکانات. In this regard, I shall be highly obliged for this favor.

For details and verifications, you can contact.

Dr. Saima Nazir
Program Coordinator,
Department of Urdu

CC:
1. Islamabad Model School No#4, G-9/2
2. FG model school
3. Glorious English School Rawalpindi
4. Super Nova I. 8
5. DHAI education system DHAI_2
6. APS DHAI

MRS. BUSHRA PARVIN
Drawing & Disbursing Officer
Islamabad Model School For Girls (I-VIII)
Niazian Humak (F A) Islamabad

1-3

National University of Modern Languages, Islamabad
Department of Urdu Language & Literature

No:ML-1-5-Urdu-2021/

Date: 10-12-2021

To Whom It May Concern

With due respect, it is stated that, Syeda Farah Ameer MPhil Urdu Scholar at NUML, Islamabad, writing this letter to seek permission to conduct interviews of students at your prestigious institution for data collection for her research thesis titled: تدریس اردو کی مہارتیں: پاکستان میں آن لائن اردو تدریس مسائل و امکانات. In this regard, I shall be highly obliged for this favor.

For details and verifications, you can contact.

Dr. Saima Nazir
Program Coordinator,
Department of Urdu

CC:

1. Islamabad Model School No#4. G-9/2
2. FG model school
3. Glorious English School Rawalpindi
4. Super Nova I. 8
5. DHAI education system DHAI_2
6. APS DHAI
7. Govt School

۱۰۴

سرکاری ۲ طالبِ علم گورنمنٹ کیسور، اورمالم اردو

اسکول کا نام:

طالب علم کا نام: ریحانہ

جماعت: 10th

سوال نمبر۱: آن لائن تدریس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: کلاس نہیں ہوئی

سوال نمبر۲: آن لائن اُردو تدریس کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب: کلاس میں نہیں پڑھا تھا

سوال نمبر۳: آن لائن اُردو تدریس میں استاد کا طریقہ کار آپ کو کیسا لگا؟

جواب: اچھا

سوال نمبر۴: آن لائن اُردو تدریس کے دوران تدریسی مواد دیا جاتا ہے؟ وہ تدریسی مواد کس صورت میں مہیا کیا جاتا ہے؟

جواب: واٹس ایپ کرتے تھے

سوال نمبر۵: آن لائن اُردو تدریس میں کس حوالے سے زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے؟ (پڑھنا/لکھنا/سُننا/سمجھنا)

جواب: لکھنا ، پڑھنا

سوال نمبر ٦: اُردو کی آف لائن اور آن لائن کلاس کا موازنہ کیا جائے تو آپ کی رائے کیا ہو گی؟

جواب: آن لائن سسٹم نہیں تھا -

سوال نمبر ٧: اُردو کی آن لائن کلاس میں اسباق پڑھ کر سنانے میں ٹیکسٹ بک کا سہارا لینا پڑتا ہے یا سکرین پر متن نظر آرہا ہوتا ہے؟

جواب: کتاب پڑھتے تھے

سوال نمبر ٨: اُردو استاد کی طرف سے دی گئی تحریری مشق کے لیے کاغذ، پن استعمال کرتے ہیں یا کی بورڈ کی مدد سے کمپیوٹر میں ہی لکھ لیتے ہیں؟

جواب: کاغذ، پین

سوال نمبر ٩: آپ نے اُردو کے آن لائن تعلیمی مواد کی تلاش میں سرچ انجن میں اُردو جملہ لکھا اور کیا کمپیوٹر میں دیا گیا اُردو فونٹ باآسانی سمجھ آتا ہے؟

جواب: نہیں کیا

سوال نمبر ١٠: اُردو میں امتحانات کے دوران آپ کو کون کون سی مشکلات در پیش آئیں ہیں؟

جواب: سکول میں امتحان ہوئے

سوالنامے (نیم سرکاری اسکول، طلبہ اور اساتذہ)

سوالنامے (نجی اسکول، طلبہ اور اساتذہ)